



مسک
الحق
کادائی

لاہور
الحق
کادائی

مرکز جمعیت
الحق
پاکستان
کراچی

شماره: 26

۲۸ شعبان تا ۲۷ رمضان ۱۴۳۵ھ تا 3 جولائی 2014ء

جلد: 45

اسلام



دہشت گردی کا نہیں، امن و سلامتی کا مذہب!



روزہ کی تاریخ اور
احکام و مسائل
پر گفتگو!



صیام

فضائل
درود و سلام



اسلام میر خاندان کی
اہمیت و افادیت!



- سجدہ تلاوت کا حکم.....؟؟
- دوران نماز وساوس کا آنا.....؟؟
- رات کی آخری تہائی کی فضیلت.....؟؟

درس قرآن

امن ایک مہذب معاشرہ کی ضرورت

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيَتَخَفُّ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾

(العنكبوت: ٦٤)

”کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو با اُمن بنا دیا حالانکہ اس کے ارد گرد سے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں۔“

معاشرتی امن و سلامتی افراد معاشرہ کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور امن و امان کا ماحول انسان کو مہذب اور متمدن بنانے کا باعث بنتا ہے جبکہ اس کے برعکس وہ معاشرہ جہاں خوف کے بادل چھائے رہیں اور امن و امان کی صورت حال مخدوش رہے اور اس کے ساتھ ساتھ افراد معاشرہ کو جہالت کی تاریکی کا بھی سامنا ہو تو وہاں لوگ تہذیب کے دائرہ سے نکل کر ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جو خشیت مجموعی اقوام و ملل پر اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اپنی حفاظت کے لیے کسی غیر مہذب فعل کا ارتکاب کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کعبۂ امن سے نوازنے کا وعدہ کیا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْأَرْضِ..... (النور: ٥٥)

[illegible]

جب مسلمان شریعت الہی پر استقامت، تعلیمات نبوی کو اپنا رہبر اور رضائے الہی کو اپنی منزل بنالیں گے اور اپنے تمام امور زندگی میں منہج اسلامی کو اپنائیں گے تبھی جا کر وہ اس وعدہ الہی کے حقدار قرار پائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کی اندرونی و بیرونی دہشت سے آزادی نصیب فرمائیں گے۔

﴿فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الأنعام: ٨١-٨٢)

”ان دو جماعتوں میں سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست برچل رہے ہیں۔“ اسی لیے کہا گیا ہے کہ:

”امن وامان، غربت وافلاس کے غم کو کم کر دیتا ہے جبکہ ڈر اور خوف کے حالات میں مال ودولت کی رمل پیل بھی سکون نہیں دلا سکتی۔“

حکمرانان وقت کو چاہیے کہ وہ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے ان تمام ذرائع اور اسباب کو بروئے کار لائیں جن کی طرف شریعت الہیہ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ان میں سب سے اہم توحید الہی کی اشاعت و ترویج اور قرآن و سنت پر عمل اور ان کی تعلیمات کا عملی نفاذ۔ یہی ایک حقیقی صورت ہے جو معاشرتی امن کو بحال کر سکتی ہے۔

درس حدیث

استقبالِ رمضان

((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب السماء وفي رواية فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جہنم، وتسلسلت الشیاطین، وفي رواية فتحت ابواب الرحمة)) (متفق علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

آنے والے مہمان کا استقبال کرنا بڑی قدیم روایت ہے، اس سے مہمان کی بھی عزت افزائی ہوتی ہے اور میزبان بھی خوش ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کا یہ مہمان رمضان کا مہینہ جب شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا استقبال کرتے ہیں اور استقبال بھی اتنا عظیم کہ رمضان کی آمد کے ساتھ ہی آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی جو لوگ اس مہینے میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت قبول ہوتی ہے اور ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ نیک اعمال آسمانوں کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ان کے لئے اللہ آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ترغیب ہے بندوں کے لئے کہ اب نیک اعمال کرو، جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں اور جہنم کے بند ہو چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یعنی وہ اپنا کام نہیں کر سکتے اور قید ہونے کی بنا پر بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ رمضان کی آمد کی بنا پر انہیں زنجیروں میں قید کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کے دنوں میں عبادت گزاروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ ان کو گناہ کی دعوت دینے والے شیطان قید ہیں اور ان ایام میں اللہ کی رحمت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں، اللہ کی رحمت عام ہو جاتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو آوازیں دیتا ہے کہ آ کر میری رحمت کو سمیٹ لو، اس کے باوجود جو لوگ اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش سے محروم رہتے ہیں وہ بڑے ہی مدنیب ہیں۔

سابقہ جنرل پرویز مشرف پر مقدمات!

بلاشبہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جسے ہم کماحقہ سنبھال نہ سکے اور بعض حکمرانوں کی ملک دشمن پالیسیوں کی وجہ سے آدھا ملک کٹ کر رہ گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ابھی یہاں جمہوری و اسلامی قدریں توانا نہ ہوئی تھیں کہ ملک کے اقتدار پر ایسے لوگ قابض ہو گئے جن کا اس مملکت خداداد کی تعمیر و تشکیل میں کوئی کردار نہ تھا۔ بقول شاعر۔

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے
باخبر لوگ جانتے ہیں کہ 1955ء میں اس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد نے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسمبلی توڑ دی۔ پھر ملک میں نئے انتخابات کا عمل قریب آ پہنچا تھا کہ (جنرل) ایوب خان نے 1958ء میں آئین کا عدم قرار دے کر ملک میں مارشل لاء لگا دیا اور جمہوری قدریں سرپیٹ کر رہ گئیں۔ پارلیمانی نظام حکومت کی بجائے صدارتی نظام رائج کیا اور بی ڈی سسٹم کے تحت انتخابات کروائے گئے اور اپنی مرضی کا 1962ء میں نیا آئین ترتیب دے کر جاری کر دیا۔ دس سال تک ملک میں آمریت مسلط رہی۔ آخر حزب اختلاف کی جماعتوں نے پاکستان جمہوری تحریک کے تحت ملک میں ایسی تحریک شروع کی کہ ایوب خاں کو مستعفی ہونا پڑا اور اس نے جاتے ہوئے ملک کی بھاگ ڈور (جنرل) یحییٰ خاں کے سپرد کر دی۔ اس طرح ملک کو مارشل لاء کی ایک اور بلائے بے درماں نے آلیا۔ اسی کے دور میں ملک دولخت ہوا۔ (جنرل ر) ضیاء الحق نے 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم کر کے مارشل لاء لگا دیا اور آئین معطل کر دیا۔ آخر مارشل لاء ختم ہوا انتخابات بھی ہوئے۔ ملک جمہوری رستوں پر رواں دواں تھا کہ سابق جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو میاں محمد نواز شریف کی دو تہائی اکثریت کی حامل جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا اور خود ملک کا چیف ایگزیکٹو بن گیا۔ میاں نواز شریف اور ان کی پوری فیملی کو جلاوطن کر دیا۔ پرویز مشرف اپنے 9 سالہ آمرانہ و ظالمانہ دور اقتدار میں سیاہ و سفید کا مالک بنا رہا۔ ملک کو امریکہ کا دست نگر بنا دیا۔ اس کی ایک ٹیلیفون کال پر اس کی تمام شرائط تسلیم کر لیں۔

حقیقی بات یہ ہے کہ سابق جنرل پرویز مشرف نے آئین شکنی کر کے 18 کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ ان کے دور میں لال مسجد کو شہید کر کے جامعہ حفصہ کی طالبات کی لاشیں راتوں رات دفنا دی گئیں۔ نواب اکبر بگٹی کو آپریشن کے دوران ہلاک کیا گیا جس سے بلوچستان میں علیحدگی کی تحریک نے سر اٹھایا۔ کشمیر کا زکوہ بید نقصان پہنچایا گیا۔ ججز کو نظر بند کیا گیا۔ سابق چیف جسٹس افتخار چودھری کی کراچی آمد پر وہاں کے درجنوں لوگ موت سے دوچار کر دیئے گئے۔ پرویز مشرف پہ الزامات کی داستان بڑی طویل ہے۔ ہر الزام اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے عدالت میں لایا جائے۔ مگر ستم کی بابت یہ ہے کہ وہ کئی الزامات پر مقدمہ میں عدالت کے طلب کرنے پر بھی حاضر نہیں ہوا۔

12 جون 2014ء کو سندھ ہائی کورٹ نے مشرف کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے خارج کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تاہم اس فیصلے کے خلاف وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ سپریم کورٹ، وفاقی حکومت کی اپیل منظور کرتے ہوئے پرویز مشرف کو باہر جانے کی اجازت نہیں دے گی۔ ابھی تک بے نظیر بھٹو کیس، نواب اکبر بگٹی کیس، لال مسجد اور آرٹیکل 6 کے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ اگر انہیں باہر جانے کی اجازت دی گئی تو ان کے پاکستان میں واپس آنے کی کیا ضمانت ہے؟ پھر اسلام آباد کی مقامی عدالت

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 اسلام میں خاندان کی بنیاد
- 9 روزہ کی تاریخ..... احکام و مسائل
- 13 تبرہ کتب
- 14 اسلام اور دہشت گردی
- 18 دیار حج توں نے تو خدا یاد آیا
- 20 درود پاک پڑھنے کی فضیلت
- 21 طب و صحت
- 22 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ”احل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرف بتیچوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadieth@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
ہذریہ دی پی	535/- روپے
بیرونی نمائندہ سے	5500/- روپے
نیچرچ	15/- روپے

منیجر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”لشٹریٹ ان“ شاہ خالد ناؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھوڑ کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

نے غازی عبدالرشید کیس میں پرویز مشرف کی حاضری سے استثنیٰ کی درخواست مسترد کرتے ہوئے انہیں یکم جولائی 2014ء کو عدالت کے روبرو پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے اپنے حکم میں کہا ہے کہ پرویز مشرف کے ضامن بھی یکم جولائی کو ہر صورت عدالت میں پیش ہوں۔ اگر سابق صدر پرویز مشرف عدالت میں پیش نہ ہوئے تو ان کے ضامنوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

باخبر لوگ جانتے ہیں کہ سابق صدر پرویز مشرف کہا کرتے تھے کہ میں کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں۔ میں ملک اور عوام کی حالت سنوارنے کے لئے رضا کارانہ طور پر خود ہی ملک واپس آیا ہوں اس لئے اب یہاں رہ کر تمام مقدمات کا سامنا کروں گا اور ان مقدمات میں سرخرو ہو کر عوام کی خدمت کے لئے دوبارہ اقتدار حاصل کروں گا۔ اب انہیں باہر جانے کی جلدی کیوں ہے؟ وہ اپنی بیمار والدہ کو علاج کے لئے یہاں بلوا سکتے ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے سیاہ کارناموں سے پریشان ہیں اور عدالتوں کے تیور ان کے سامنے ہیں۔

پچھلے دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنماؤں سے گفتگو کرتے ہوئے امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے کہا تھا کہ ایک شخص کے چھانی لگنے سے کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔ پرویز مشرف قومی مجرم ہے، اس کے چنگیزی کارنامے قوم کو نہیں بھولے۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف نے سرعام کہا ہے کہ اسے لال مسجد اور جامعہ حصصہ پر آپریشن اور اکبر گٹھی کے قتل پر بھی مجھے کوئی شرمندگی نہیں۔ امریکی ڈالروں کے عوض لاپتہ کئے جانے والے والدین کے ہزاروں لخت جگر کیسے فراموش کئے جاسکتے ہیں۔ فرزند پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ایٹم بم بنانے کی سزا ٹیلی ویژن پر ناکردہ گناہ کی معافی مانگنے کی صورت میں دی۔ اس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کیا اور عوضانہ ڈالروں کی صورت میں وصول کیا۔ بلوچستان میں فوجی آپریشن کئے اور سیاسی مسائل کو بندوق کی گولی سے حل کرنے کی روایت قائم کی۔ دینی مدارس کو دہشت گردی کے مراکز قرار دے کر متعارف کرانے کی ناپاک جہارت بھی اسی کے دور میں ہوئی تھی اور سب سے بڑھ کر آئین توڑا، عدلیہ کی تضحیک کی لہذا اسے کسی صورت میں بھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔

مشرف کو ریلیف دینے سے انتہا پسندی، دہشت گردی بڑھے گی۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

فوجی آپریشن مسائل کا حل نہیں، حکومت مشرف سے کسی بھی قسم کی ڈیل سے گریز کرے۔

لاہور:- جمعیت اہل حدیث کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ حکومت پرویز مشرف کو فرار کا راستہ نہ دے اور سندھ ہائی کورٹ کی طرف سے باہر جانے کی اجازت کو چیلنج کرے، پرویز مشرف کو ریلیف دینے سے ملک میں انتہا پسندی اور دہشت گردی بڑھے گی۔ مذہبی طبقات، وکلاء برادری، لاپتہ افراد، لال مسجد کے متاثرین اور بلوچستان کے عوام میں بھی اس کا شدید رد عمل سامنے آئے گا۔ فوجی آپریشن کسی مسئلہ کا حل نہیں، طالبان سے معاملہ بات چیت کے ذریعے حل کیا جائے۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ آئین شکن پرویز مشرف کے ساتھ کسی بھی سطح پر ڈیل حکومت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ آئین پاکستان کے مطابق اس سے جرائم کا حساب لینا ہوگا۔

پیغام ٹی وی کی نشریات کے سلسلے میں

کسی بھی قسم کی تکنیکی اور فنی معلومات کے حصول کے لیے

براہ راست ڈائل کیجئے

+92-321-9445731 +92-321-7165256

+92 342-6000460, +92 313 6768774

معزز قارئین کرام!

پیغام ٹی وی کی فریکوئنسی تبدیل ہو چکی ہے۔۔۔!! نئی فریکوئنسی نوٹ فرمائیے۔

Satellite: AsiaSat 3S 105.5 °E

Frequency: 4082

Symbol Rate: 3185

Horizontal: Polarity

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

سجدہ تلاوت کا حکم

سوال

سجدہ تلاوت کی شرعی حیثیت کیا ہے اگر سجدہ تلاوت کسی وجہ سے چھوڑ دیا جائے تو کیا اس پر گناہ لازم آئے گا، اسکی وضاحت درکار ہے؟

جواب

شرعی طور پر سجدہ تلاوت کی بہت اہمیت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ابن آدم کسی آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا دور ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کر لیا، اس لئے اسے جنت ملے گی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا، اس لئے مجھے جہنم میں ڈالاجائے گا۔“ (صحیح مسلم، الایمان: ۲۳۳)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت چھوڑ دینا کسی صورت میں مناسب نہیں۔ جب انسان آیت سجدہ پڑھے خواہ وہ زبانی پڑھے یا دیکھ کر نماز کے اندر ہو یا باہر ہر حالت میں اسے سجدہ تلاوت کرنا چاہیے۔ لیکن سجدہ اہم ضرور ہے اسے واجب نہیں کہا جاسکتا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ منبر پر سورۃ نحل تلاوت کی حتیٰ کہ سجدہ والی آیت کو پڑھا تو نیچے اترے اور سجدہ تلاوت کیا، آپ کے ہمراہ لوگوں نے بھی سجدہ کیا، پھر اگلے جمعہ بھی سورۃ نحل تلاوت کی جب آیت سجدہ تلاوت کی تو فرمانے لگے: ”اے لوگو! ہم سجدہ پر مشتمل آیات کی تلاوت کرتے ہیں جس نے سجدہ کر لیا تو اس نے درست کام کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا، مزید فرمایا: بلاشبہ! اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا بلکہ اسے ہماری صوابدید پر چھوڑا۔“ (صحیح بخاری، سجود القرآن: ۱۰۷۷) اس حدیث پر امام بخاریؒ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے:

اس شخص کا بیان جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت واجب نہیں کیا ہے۔ (باب نمبر ۱۰ کتاب السجود) اس کے بعد آپ نے کچھ آثار بیان کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۃ نحل میں سجدہ نہ کرنے کا عمل صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں کیا لیکن کسی نے بھی ان کی تردید نہیں کی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سورۃ نجم کی تلاوت رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کی پھر سجدہ تلاوت والی آیت بھی پڑھی لیکن آپ نے سجدہ نہ کیا، اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے سجدہ کرنے کا حکم دیتے۔ (صحیح بخاری، سجود القرآن: ۱۰۷۳) بہر حال آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کرنا اہم ہے لیکن ضروری نہیں۔ (واللہ اعلم)

نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے وتر پڑھنا

سوال

کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ وتر، نماز تہجد کا حصہ ہیں، چونکہ نماز تہجد سونے کے بعد اٹھ کر پڑھی جاتی ہے اس لئے وتر بھی سونے کے بعد اٹھ کر پڑھنے چاہئیں انہیں نماز عشاء کے متصل بعد پڑھنا درست نہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

جواب

بلاشبہ وتر، نماز تہجد کا حصہ ہیں لیکن اس حصہ کو نماز عشاء کے متصل پڑھنا جائز ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ انہیں تہجد کے وقت ہی پڑھا جائے لیکن اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وہ صبح نہیں اٹھ سکے گا تو اسے شرعی طور پر اجازت ہے کہ وہ سونے سے پہلے نماز وتر پڑھ لے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے میرے غلیل رضی اللہ عنہ نے تین باتوں کی وصیت کی تھی میں زندگی بھر انہیں ترک نہیں کروں گا وہ یہ ہیں: ① ہر مہینے تین روزے (ایام بیض ۱۳، ۱۴، ۱۵) رکھوں۔ ② چاشت کی دو رکعت ادا کروں۔ ③ وتر پڑھ کر نیند کروں۔ (صحیح بخاری، التہجد: ۱۱۷۸) ایک روایت میں ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھا کروں۔ (صحیح بخاری، الصوم: ۱۹۸۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی احادیث میں ہے کہ وہ عشاء کے بعد نماز وتر پڑھ لیتے تھے جیسا کہ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء کے بعد ایک رکعت نماز وتر پڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام آپ کے پاس تھے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: ”کہ انہیں چھوڑ، کیونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کا شرف حاصل ہے۔“ (صحیح بخاری، الفہائل: ۳۷۶۳) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”انہوں نے درست کہا ہے کیونکہ وہ ایک فقیہ شخص ہیں۔“ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۷۶۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بیداری ایک مشکل اور گراں کام ہے جب تم میں سے کوئی شخص وتر پڑھ لے تو وہ دو رکعت ادا کرے پھر اگر وہ رات کے وقت بیدار ہو جائے تو تہجد پڑھ لے بصورت دیگر یہ دو رکعت اس کیلئے کافی ہیں۔“ (دارمی، الصلوۃ: ۱۵۹۳) ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے نماز وتر

پڑھنا جائز ہے اگر کوئی شخص نماز فجر سے پہلے بیدار ہو جائے تو دو رکعت کر کے مزید نوافل پڑھ سکتا ہے مگر وتر دوبارہ نہ پڑھے۔ (واللہ اعلم)

رات کی آخری تہائی کی فضیلت

سوال

احادیث میں رات کی آخری تہائی کی فضیلت آئی ہے اس کی تعین گھنٹوں میں کیسے ہو سکتی ہے اس سلسلہ میں میری راہنمائی کریں؟

جواب

شرعی اعتبار سے رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے اور طلوع فجر تک رہتی ہے، طلوع فجر کے بعد رات ختم ہو جاتی ہے، چونکہ رات کا دورانیہ مختلف ہوتا ہے اس لئے گھنٹوں میں اس کی تعین ممکن نہیں، البتہ اس کی پہچان ہر انسان کیلئے ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ غروب آفتاب کے بعد طلوع فجر تک کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، پہلے دو حصے چھوڑ کر آخری حصہ وہ رات کی آخری تہائی ہے اس کی حدیث میں واقعی بہت فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں: کون ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی حاجت برآوری کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اسے معاف کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں؟“ (صحیح بخاری)

بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ ان مبارک لمحات کو غنیمت خیال کرے، وہ اس وقت ضرور اپنے اللہ کے ساتھ مناجات میں مصروف ہو اگر چہ تھوڑے سے وقت میں ہو ممکن ہے کہ اسے اللہ کی طرف سے فضل عظیم میسر آجائے۔ شاید اسے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کچھ حصہ مل جائے اور اس کی دعائیں شرف قبولیت سے نواز دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک ساعتوں میں عاجزی اور انکساری کے ساتھ دست سوال دراز کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

دوران نماز وساوس کا آنا

سوال

مجھے دوران نماز بہت برے برے خیالات اور وسوسے آتے ہیں، کوشش کے باوجود ان سے نجات نہیں ملتی، آپ اس سلسلہ میں کوئی کامیاب علاج بتائیں تاکہ میں ان خیالات و وساوس سے محفوظ رہوں؟

جواب

ابلیس لعین نے مختلف شیاطین کو گمراہی پھیلانے کیلئے ذمہ داریاں سونپی ہیں دوران نماز، نمازی کو خیالات میں مصروف کرنے کیلئے ایک شیطان تعینات ہے جس کا نام خنزب ہے، اس کا کام دوران نماز وسوسہ اندازی کرنا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز نیز قرأت کے درمیان حائل ہو کر میری نماز خلط ملط کر دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کام کیلئے ایک شیطان مقرر ہے جس کا نام خنزب ہے، جب تم اس کی وسوسہ اندازی محسوس کرو تو تم اس وقت اعوذ باللہ پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھو تھو کر دیا کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شیطان کی وسوسہ اندازی سے نجات دے دی۔ (صحیح مسلم، السلام: ۵۷۳۸) صورت مسئلہ میں بھی سائل اسی قسم کے حالات سے دوچار ہے، اسے چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق عمل کرے، ان شاء اللہ وسوسہ اندازی اور برے خیالات ختم ہو جائیں گے۔ بہر حال نمازی کیلئے ضروری ہے کہ وہ وساوس سے بچتے ہوئے ان کے خلاف جنگ لڑے اور کثرت سے تعوذ باللہ پڑھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور اگر شیطان کی طرف سے آپ کو کوئی وسوسہ آنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ (الاعراف: ۲۰۰)

شیطان کی وسوسہ اندازی کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص بیان کیا ہے بلکہ انسان کو گمراہ کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار اور اس کا طریقہ واردات ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”آپ کہہ دیں، میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں“ لوگوں کے مالک اور ان کے معبود کی پناہ میں آتا ہوں، وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ کر دوبارہ عمل کرنے والے کی برائی سے وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ (الناس: ۱-۵) نمازی کو چاہیے کہ وہ ابلیس کے خلاف اس طریقہ واردات سے نبرد آزما رہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کیونکہ تہا نمازی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (واللہ اعلم)

چھوٹی بچیوں کو غیر شرعی لباس پہنانا

سوال

ہمارے ہاں خواتین چھوٹی بچیوں کو مختصر لباس پہنا دیتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ بچیاں مکمل لباس پہننے کی مکلف نہیں ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے، کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب

ہمارے رجحان کے مطابق خواتین کا یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اگر بچیوں کو بچپن میں مختصر لباس پہننے کی عادت پختہ ہوگئی تو بڑی عمر میں انہیں مکمل لباس پہننے میں دشواری آ سکتی ہے، اس لئے ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنی بچیوں کی بچپن میں صحیح تربیت کریں اور انہیں ایسا لباس پہنائیں جو شرع کے مطابق ہو۔ جیسا کہ صحابیات کے متعلق احادیث میں ہے کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے کیلئے شیر خوار بچوں کو دن کے اوقات میں دودھ نہیں پلاتی تھیں بلکہ انہیں کھلونوں میں مصروف رکھتی تھیں تاکہ انہیں روزہ رکھنے کی عادت پڑ جائے۔ (صحیح بخاری، الصوم: ۱۹۶۰) خواتین کو چاہیے کہ وہ اس پہلو کو نظر انداز نہ کریں اور بچیوں کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔ (واللہ اعلم)

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر صالح آل طالب

اسلام میں خاندان کی بنیاد

ترجمہ ————— جناب حافظ محمد سرور ————— نظر ثانی ————— جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد: اے اہل اسلام!

اسلام میں خاندان کا مفہوم ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ خاندان سے مراد ایک وسیع و عریض معاشرتی وحدت ہے جس سے مسلمان معاشرے کی انیٹیں ترتیب پاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی وحدت ہے جو نیکی، ایمان اور وفاداری سے تشکیل پاتی ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس کی تائیس کا اہتمام کرتے ہوئے اسلام نے شادی کی تلقین کی، نکاح کی ترغیب دی، حقوق و واجبات کی ادائیگی، حسن معاشرت، اختلاف کے وقت معاملہ فہمی اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا، منگنی اور نکاح کے آداب اور علیحدگی اور اس کے بعد کے احکام مقرر کیے۔

ان سب باتوں سے پتا چلتا ہے کہ اسلام نے خاندان کی نگہیں اور استحکام، میاں بیوی کی عفت و پاکدامنی، ان کی باہمی الفت و محبت، ان کے لیے فطری سکون کی فراہمی اور مسلمان گھرانے کی تشکیل، نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والی اولاد کی تربیت اور ان جیسے دیگر امور کو کتنی اہمیت دی ہے۔

خاندان ایک ایسی وسیع و عریض اکائی ہے جس کے ذیل میں رشتہ داروں اور اقارب کی بہت ساری اکائیاں آ جاتی ہیں جس کے افراد خاندان کی زرخیز زمین میں خیر پھیلانے اور نیکی پروان چڑھانے کے لیے اعلیٰ اقدار اور اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اسی طرح دیکھیے کہ اسلام نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی، اولاد کی تربیت کو واجب قرار دیا، ان کی صحت کا خیال کرنے، انہیں خوراک اور رہائش مہیا کرنے، ان کے ساتھ محبت و شفقت اپنانے کا حکم دیا اور خاندان کے تمام افراد کے آرام کا خیال رکھنے کی تلقین کی۔

والدین اپنے بچوں کو ضروری علوم اور مہارتیں سکھانے کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہ معاشرے کے صالح

افراد اور اللہ کے سچے بندے ثابت ہوں، اس کے ساتھ ساتھ والدین ان کے لیے اس زندگی میں اعلیٰ سے اعلیٰ معیشت کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ خاندان جس قدر مضبوط ہوں گے، معاشرہ اتنا ہی قوی اور متحد ہوگا۔ شادی اور خاندان کی نگہیں جہاں زندگی کی ضرورت اور ایک فطری نظام ہے، وہیں یہ ایک ایسا بندھن بھی ہے جو روزِ آخرت تک برقرار رہے گا، ارشاد باری ہے:

﴿جَنَّتْ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ﴾ (الرعد: ۲۳)

”یعنی ایسے باغ جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے، وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے۔“

ان ساری باتوں سے خاندان کے متعلق اسلامی نظریے کا پتا چلتا ہے۔

اے اہل اسلام! شادی کرنا نہ صرف اللہ کا حکم ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کی تلقین اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور: ۳۲)

”تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں، اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں، ان کے نکاح کر دو اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔“

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَنْثَى وَثَلَاثَ وَرَبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْوِلُوا﴾ (النساء: ۳)

”جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو

کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں۔“

جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ ضرور شادی کر لے۔“ (بخاری و مسلم)

جبکہ رشتے کے انتخاب کے معاملے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سعادت اور کامرانی کی بنیاد ہے۔

”کسی عورت سے چار اوصاف کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندان کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کے باعث یا اس کے دین کی بنیاد پر، تمہیں چاہیے کہ تم دین والی کو منتخب کر کے کامیاب ہو جاؤ، اللہ تمہیں سمجھ دے۔“ (بخاری و مسلم)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے عورت کی اور اس کے ولی کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: ”جب تمہارے پاس وہ آدمی رشتہ مانگنے آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو، تمہیں چاہیے کہ اسے ہاں کہہ دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہوگا اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا، (ترمذی، ابن ماجہ)

کتنی ہی مشکلات ہیں جو محض نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ٹھیک طرح عمل نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ کتنے ہی لوگ اس عظیم مقصد سے بے خبر ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ”ایک مضبوط بندھن“ کا نام دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”ان شرطوں کا پورا کرنا تم پر سب سے زیادہ لازم ہے جن کی وجہ سے تمہارے لیے شرمگاہیں حلال ہوتی ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

اس لیے اس بندھن کی پاسداری کرنا اور محبت اور سکون کی فضا کو فروغ دینا کامیاب شادی کی علامات میں سے ہے۔ بالخصوص جبکہ شیطان نے اس سلسلے میں بنی آدم کو گمراہ کرنے اور میاں بیوی میں تفریق ڈالنے کی دھمکی بھی دی ہے۔

اے شادی شدہ جوڑو! اللہ کے ساتھ کیا ہوا عہد نبھاؤ، اللہ تمہارے درمیان بھی نباہ پیدا کر دے گا، کتنی ہی نافرمانیاں ہیں جن کی وجہ سے خوشحال گھرانے کھڑ کر رہ گئے اور کتنے ہی گناہ ہیں جن کی وجہ سے کنبے دکھ بھری زندگی میں بدل گئے۔

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (الشوریٰ: ۳۰)
”تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔“

جو شخص پر مسرت زندگی کا خواہاں ہو، اسے چاہیے کہ اللہ کے اس فرمان پر غور کر لے۔

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)
”جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔“

اللہ کی قسم! ملبوسات، ساز و سامان اور ہمدردی پر مبنی جملے اور عبارتیں بھلے ہی پسندیدہ اور مطلوب اسباب کا درجہ رکھتے ہیں لیکن یہ دلوں کی الفت کا باعث نہیں ہیں بلکہ الفت اللہ عطا کرتا ہے اور محبت بھی اسی کی نوازش ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَأَلَفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (الانفال: ۶۳)

”اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے، تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے، یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔“

تفہ دلوں کی ایک ایسی کنجی کا درجہ رکھتا ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے، الفت بڑھتی ہے اور کدورتیں ختم ہوتی ہیں۔ اسی لیے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ہمیں اس کی تلقین کی ہے اور فرمایا ہے:

”تحائف کا تبادلہ کرو، اس سے تمہاری باہمی محبت بڑھے گی۔“ (بخاری)

اے بیٹا! جوڑو! لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرو، باہمی اقوال اور افعال میں اچھائی کی راہ اپناؤ، آپس میں محبت کے ساتھ گفتگو کرو اور تلخ گفتاری سے بچو، کیونکہ اختلاف سے کدورتیں بڑھتی ہیں اور ہر وقت کی لڑائی باہمی محبت اور خوشیوں کا خون کر دیتی ہے۔ اگلے وقتوں کی کہاوٹ ہے کہ ”ایک دوسرے کے ساتھ راتے میں موافقت لمبی رفاقت کی بنیاد ہے۔“

یہ بھی مسلم ہے کہ خانگی زندگی مسلسل محبت کی مثالوں اور پر مسرت خوابوں ہی کی تعبیر نہیں ہوتی کیونکہ کمال شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

میاں بیوی میں کبھی جھگڑا بھی ہو جاتا ہے، یہ زندگی کا دستور ہے اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن تقویٰ کی بنیاد پر قائم تنگ گھرانہ اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض پہنچانے والے میاں بیوی اس جھگڑے کا منفی اثر نہیں لیتے۔ بلکہ اس سے ان کا باہمی تعلق مزید بڑھ جاتا ہے، انہیں شعور و ادراک حاصل ہوتا ہے۔ غلطی کی اصلاح ہو جاتی ہے اور شر کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

اے بندگان الہی! ایک دوسرے کا احترام خانگی زندگی کے استحکام اور چٹنگی کا نمایاں عنصر ہے۔ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاوند کا مرتبہ، فضیلت اور گھر میں اس کا مقام پہچانے۔ اسی طرح مرد کے لیے بھی ضروری ہے کہ عورت کی رائے کا احترام کرے اور اس کے ساتھ شریک کار و بار جیسا نہیں بلکہ شریک حیات جیسا سلوک کرے۔ میاں بیوی میں سے جو بھی دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کی روش اپناتا ہے، اپنے شریک حیات سے پہلے خود اپنے لیے سعادت کا اہتمام کرتا ہے۔ جس طرح ایک ماں نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ

”تو اس کی لونڈی بن جا، وہ تیرا غلام ہو جائے گا۔“

ایک دوسرے کی کچھ لغزشوں سے چشم پوشی خاندان کے استحکام کے لیے ناگزیر ہے کیونکہ ازدواجی زندگی کی بنیاد بے تکلفی اور وضاحت پر ہوتی ہے۔ مرد کو زندگی میں ایسی بہت ساری پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے جن کی بناء پر وہ اپنے گھر میں وضاحت اور بے تکلفی کی روش اپناتا ہے، چنانچہ ضروری ہے کہ صورت حال کو سمجھا اور قبول کیا جائے۔

شیطان کی ایک چال فلوں، ڈراموں، ذرائع ابلاغ اور ٹی وی چینلوں کی پھیلائی ہوئی وہ گندگیاں ہیں جن میں لوگ الجھے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے خانگی زندگی میں غلط فہمیوں کا لانتنا ہی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔ جن کی وجہ سے لوگوں کے اخلاق بگڑتے ہیں اور جنہیں دیکھنے والوں کے ذہنوں میں غلط تصورات جنم لیتے ہیں۔ رہا دنیا کا ایندھن تو دیکھیے کہ کتنے ہی خاندان ایسے ہیں جو محض مال کی وجہ سے بکھر گئے اور کتنی ہی محبتیں ہیں کہ مال ہی کی وجہ سے جن کا خون ہوا۔

میں خاوند سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ رہائش اور خرچ کی ذمہ داری تجھ پر ہے، اپنے اہل و عیال کو ضائع نہ کر اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کا یہ فرمان ہمہ وقت ذہن نشین رکھ کہ ”ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک وہ ہے جس سے تم کسی غلام کو آزاد کروا دے، ایک دینار تم کسی مسکین کو صدقہ میں دیتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو، ان میں ثواب کے اعتبار سے سب سے اچھا دینار وہ ہے جو تم نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔“

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”مسلمان جب ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔“

خرچ میں میانہ روی اپنا، اللہ تیرے رزق میں برکت ڈال دے گا۔

﴿وَأَتِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶)
”رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین و مسافر کو اس کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو۔“

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۹)

”نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔“
اے گھر کی ملکہ! تو بھی نرم مزاجی اختیار کر، اور بے جا خواہشوں اور تقاضوں سے پرہیز کر، کیوں کہ ایسا کرنے سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور جھگڑے بڑھتے ہیں۔

ان لوگوں کی طرف نہ دیکھ جو مادی وسائل میں تجھ

ضروری وضاحت

شمارہ نمبر 23 بحریہ 6 تا 12 جون 2014ء کے ص 22 کالم نمبر 3 میں جہاں اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ برمنگھم یو۔ کے ذکر آیا ہے وہاں شعبہ خدمت خلق کے ناظم حافظ شاہد امین کی طرف سے راشن، کپڑے اور نقدی بھی تقسیم کی گئی۔ یاد رہے کہ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ برمنگھم کے چیئرمین مولانا محمد ابراہیم میر پوری ہیں۔ جبکہ حافظ شاہد امین صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ خدمت خلق کے ناظم ہیں۔ (ادارہ)

ناظم اعلیٰ پنجاب کی سعودی عرب روانگی

لاہور، 18 جون: مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے ناظم اعلیٰ میاں محمود عباس ایک ماہ کے دورے پر سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ اس دورے کے دوران وہ عمرہ کی سعادت اور تبلیغی پروگرام میں شرکت کرنے سمیت ذمہ داران جمعیت اور شیوخ سے بھی ملاقاتیں کریں گے۔ ان کی عدم موجودگی میں حافظ عبدالرزاق سینئر نائب ناظم پنجاب قائم مقام ناظم اعلیٰ پنجاب ہو گئے۔

منجانب: عبدالرحیم ناظم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب

احباب جماعت خصوصی توجہ فرمائیں

مرکزی جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپورہ والی اور جامعہ شیخ القرآن اگرچہ زیر تعمیر بھی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارا کوئی سفیر یافتہ نگ کیلئے کوئی نمائندہ نہ ہے۔ بعض پیشہ ور لوگ مہتمم ادارہ ہذا مولانا عزیز الرحمن عزیز صاحب کا نام استعمال کر کے بعض جگہ سے فٹرز اکٹھے کر رہے ہیں۔ قانونی چارہ جوئی کے ساتھ ساتھ جماعتی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کہیں ایسے افراد پائے جائیں تو ہمیں درج ذیل نمبرز پر اطلاع دیں، اگر احباب جماعت ادارہ ہذا کے ساتھ کسی قسم کا تعاون فرما چاہیں تو ذرا یکٹ رابطہ کریں۔

نعم الرحمن عزیز شیخوپورہ

0300-4982062, 0300-4378820

اعلان التعلقی

ہر عام و خاص اور تمام جماعتی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حافظ عبدالقدوس افغانی (تائینا) حال مقیم لالیال ضلع چنیوٹ، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے اساتذہ سے اپنا تعلق ظاہر کر کے مسجد کے لیے چندہ مانگتا ہے۔ جبکہ جامعہ اور اس کے اساتذہ کا اس عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کو منع کیا گیا لیکن وہ چندہ مانگنے پر بضد ہے۔ اس اشتہار کے ذریعے ہم اعلان برأت کرتے ہیں اور تمام احباب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس سے تعاون نہ کریں۔

منجانب: ادارہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

غیر محرم مردوں اور عورتوں کا میل جول، گانے بجانے والے مردوں اور عورتوں کو ان تقریبات میں بلانا، نمازیں ضائع کرنا، پردے کے معاملے میں عورتوں کی بے احتیاطی، ایسی مجلسوں میں پہننے جانے والے لباس کی عریانی، کھلے عام یا چھپ چھپا کر تصویریں اتارنا، یہ سب کام ایسے ہیں جو سرکشی، تکبر اور نعت کی ناشکری کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسی تقریبات میں کی جانے والی فضول خرچی اور جہیز کے معاملے میں فخر و غرور کا اظہار ان سب پر مستزاد ہے۔

یہ سب کچھ کیوں کیا جاتا ہے؟ کیا ہماری خوشی صرف اللہ کی نافرمانی ہی سے پوری ہوتی ہے۔ خطائیں اور برائیاں تو ملکوں کو برباد کر دیتی ہیں اور سلطنتوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔ تو ان چھوٹے چھوٹے گھروں کی کیا حیثیت ہے؟! اس لیے اللہ سے ڈرو، ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرو، حق پر کاربند ہو جاؤ اور گناہگاروں کی بہتات کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ ہر کوئی نگران ہے اور اپنی رعیت کا ذمہ دار۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

”مملکتی اور حق مہر کے معاملے میں آسانی پیدا کرنا عورت کی سعادت مندی کی علامت ہے۔“ (ابن حبان، حاکم) جبکہ مسند احمد کی ایک حدیث میں الفاظ یوں ہیں:

”وہ عورتیں بہت ہی بابرکت ہیں جو آخر اجماع کے معاملے میں آسانی دینے والی ہوں۔“

اے اللہ! شادی شدگان اور نکاح میں رغبت رکھنے والوں کے لیے راہ آسان فرما۔ اے اللہ! انہیں سعادت سے نواز، انہیں ہر طرح برکت سے نواز، انہیں بھلائی کی بنیاد پر جمع فرما اور انہیں نیک اولاد عطا فرما۔ اے اللہ! مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو سیدھی راہ پر چلا، انہیں بے حیائیوں اور فتنوں سے بچا اور ایمان اور پاکدامنی کی راہ پر چلا۔

اے اللہ! اے پروردگار عالم! امت اسلام کو ایسا پختہ نظام عطا فرما جس میں فرمانبرداروں کی عزت ہو، نافرمانوں کو ہدایت ملے، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اے اللہ! جو شخص اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ ہو، اسے اپنے آپ میں الجھا دے، اس کی چال کو اسی کی جانب لوٹا دے اور اے رب العالمین! اسے برے حالات میں الجھا دے۔ آمین!

سے بڑھ کر ہیں۔ اس سے تیری زندگی میں پریشانی در آئے گی اور تجھے اپنے رب کا اور اپنے خاوند کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ملے گی۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے: ”اس شخص کی طرف دیکھو جو تم سے کم تر ہے، اس آدمی کو نہ دیکھو جو تم سے برتر ہے، اس سے تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہیں جانو گے۔“ (مسلم) ایک دوسرے کی نفل کرنا اور برتری کا اظہار کرنا انتہائی تباہ کن عادتیں ہیں۔

تمام لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد اپنی تربیت کرتے رہیں، نکاح کے معاملے میں اللہ کی حدود کی پاسداری کریں، اللہ کی بندگی کرتے ہوئے حسن سلوک پر عمل پیرا ہوں، اچھا اخلاق اپنائیں، نیکی اور تقویٰ کی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، خود پرستی اور کوتاہی سے دور رہیں، مرد کی حاکمیت کا جو شرعی مفہوم ہے، اسے سمجھیں کہ اس سے مراد حفاظت و نگہبانی، ضبط، تربیت، حسن انتظام اور ایسی ذمہ داری ہے جن کے متعلق روز قیامت پوچھا جائے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے، چنانچہ مرد بھی نگران ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار اور عورت بھی اپنے خاوند کے گھر میں نگران ہے اور اپنی رعایا کی جواہدہ۔“ (بخاری و مسلم)

جب نیتیں درست ہوں اور ذمہ داریاں ادا کی جائیں تو خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے اور نیکی پھیلتی ہے۔ جو شخص دعا کا پابند ہو اور صرف اللہ سے امید رکھے تو اللہ کبھی بھی اس کی آرزو نامتمام نہیں رہنے دیتا اور نہ ہی اس کا عمل ضائع کرتا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد!

شادی کی کچھ تقریبات میں بے پناہ برائیاں، گناہ، فضول خرچیاں اور لغو کام کیے جاتے ہیں، اپنی برتری کے اظہار کے لیے حق مہر کو کی گنا بڑھا دیا گیا ہے اور ان معاملات کا اختیار مکمل طور پر عورتوں اور کم فہموں کے حوالے کر دیا گیا ہے، ایسی شادی سے کس قسم کی برکت کی امید رکھی جاسکتی ہے جس کی ابتداء ہی زمین و آسمان کے پروردگار کی نافرمانی سے ہو حالانکہ سارا اختیار صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔

روزہ کی تاریخ..... احکام و مسائل و فضائل

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

فرضیت روزہ

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں:

① عقیدہ توحید، ② نماز، ③ روزہ، ④ زکوٰۃ، ⑤ حج

روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(البقرہ: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔“

روزہ کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے:

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔“

تقویٰ انسان کے اخلاق و کردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

حافظ ابن قیمؒ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں: ”روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجے سے آزاد ہو سکے۔ اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے۔ (زاد المعاد: ۱/۱۵۲)

اس کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے۔ فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جو چیز مائع صحت ہیں، ان کو خارج کر دیتا ہے اور اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوں اور ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ وہ اس..... ہیں۔ وہ صحت کے لئے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت معاون ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر

فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔“ (البقرہ: ۱۸۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصوم جنة))

”روزہ ڈھال ہے۔“

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہش مند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو۔ روزے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلمہ تھے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے۔ (زاد المعاد: ۱/۱۵۲)

امام ابو حامد محمد بن المعروف امام غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الہیہ میں سے ایک خلق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو حمدیت کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے۔ اس لئے کہ فرشتے خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے۔ (احیاء العلوم: ۱/۲۱۲)

روزہ قدیم مذاہب میں

دنیا میں جتنے بھی قدیم مذاہب ہیں ان میں ہم کو روزہ ملتا ہے۔ قدیم مذاہب میں ”ہندو مذہب“ بھی ہے۔ ہندو مذہب میں بھی روزہ موجود ہے۔ مدراس یونیورسٹی کے پروفیسر T.M.P MAHADEVAN لکھتے ہیں: ”ان تہواروں میں جن کو سالانہ منایا جاتا ہے بعض تہوار روزہ (برت) کے لئے مخصوص ہیں۔ جو ترکیہ نفس کے لئے رکھا جاتا ہے۔ ہر ہندو فرقہ نے دعا و عبادت کے لئے کچھ دن مقرر کر لئے ہیں جن میں اکثر افراد روزہ رکھتے ہیں۔“ (آؤٹ لائن آف ہندو ازم باب ۴/۶، بحوالہ ارکان اربعہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ص ۲۵۱)

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں: ”قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے۔ یونان میں صرف عورتیں ”مشموفیریا“ کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں۔ پارسی مذہب میں گوعام پیروؤں پر روزہ فرض نہیں لیکن ان کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے یہاں موجود تھا۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لئے تو بیخ سالہ روزہ ضروری تھا۔ (سیرت النبی: ۲۱۲/۵)

یہودی مذہب میں روزہ کا وجود ملتا ہے اور ان کے ہاں روزہ کے دن مخصوص ہیں۔ یہودی دس محرم کو روزہ رکھتے تھے۔ اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی تھی اور حضرت محمد ﷺ نے اس کی یاد میں روزہ رکھا تھا۔

عیسائی مذہب میں بھی روزہ کا وجود ملتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے آغاز سے قبل (۴۰) دن روزہ رکھا تھا، وہ کفارہ کا روزہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں پر روزہ کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں پر روزہ فرض کیا تو ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(البقرہ: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دی ہے کہ ان پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسے گزشتہ قوموں پر فرض کئے گئے تھے۔ اس لئے کہ روزہ رکھنے میں انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور اس لئے کہ آدمی جب اللہ کے لئے کھانے پینے اور مباشرت سے رُک جاتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ کی بندگی میں مشغول کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

ماہ رمضان کی فضیلت

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا جو دین حق کو کھول کھول کر پیش

کرتا ہے، حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کو بیان کرتا ہے، نیک بختوں اور بد بختوں کی نشانیاں اور پھر ان کے انجام بیان کرتا ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾

(البقرة: ۱۸۵)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اُترا، جو لوگوں کے لئے سر تا پا ہدایت ہے، جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے۔“

حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۴۷ھ) نے مسند احمد کی ایک روایت نقل کی ہے کہ:

تمام آسمانی کتابیں انبیائے کرام پر اس مہینے میں نازل ہوئی تھیں۔ صحائف ابراہیمی، تورات، زبور اور انجیل وغیرہ کتابیں انبیاء پر یک وقت اتری تھیں اور قرآن کریم ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں آسمان دنیا میں بیت العزت تک یک وقت اُترا۔ اس کے بعد وہاں سے رسول اللہ ﷺ پر ۲۳ سال کی مدت میں حالات کے تقاضے کے مطابق آہستہ آہستہ اترتا رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف طریقوں سے ایسا ہی مروی ہے۔ (تیسیر الرحمان لبیان القرآن ص ۱۰۰)

رمضان کو روزہ کے ساتھ مخصوص کیوں کیا گیا

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں اور ان کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے۔ آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس میں انتشار اور پریشان

خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی پلیٹ میں لے لیتی ہے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو گیا اور ناکام و بد نصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔ (مکتوبات ربانی: ۸/۱)

ایک دوسرے مکتوب میں امام ربانیؒ فرماتے ہیں: ”اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے دلی، فکر و تردد اور انتشار کے ساتھ گزرے تو پورا سال اس حال میں گزرے گا اندیشہ ہے۔“ (مکتوبات ربانی: ۱/۳۵)

مولانا ابوالکلام آزادؒ (م ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں کہ:

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان صرف اس لئے ہے کہ ہم اس عطائے ناموس فرقان ہدیٰ (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں اور اس کے نام کی تقدیس کریں۔ (ارکان اسلام، ص: ۲۲۷)

روزہ کے فضائل

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين وفي رواية ابواب الرحمة)) (صحیح بخاری)

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (اور ایک روایت میں بجائے ابواب جنت کے ’ابواب رحمت‘ کا لفظ ہے)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((الصوم لى وانا اجزى به)) (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا صلہ دوں گا۔“

روزہ داروں کی ایک اور فضیلت رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہے:

((عن سهل بن سعد قال ان فى الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه احد غيرهم يقال اين الصائمون؟ فيقومون لا يدخل منه احد غيرهم فاذا دخلوا اغلق فلم يدخل منه احد)) (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو ”باب الريان“ کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا۔ ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کدھر ہیں وہ بندے جو اللہ کے لئے روزہ رکھا کرتے تھے (اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے) وہ اس پکار پر چل پڑیں گے۔ ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہوگا۔ جب روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، ہر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہوگا۔“

رمضان المبارک میں روزوں کے فضائل میں مشہور حدیث ہے: جو لوگ رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے، ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ (رمضان کی راتوں کو قیام کریں گے، اُن کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔) (صحیح بخاری و مسلم)

اس حدیث کی تشریح میں مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ ایمان و احتساب دینی اصطلاحیں ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ اور اس کے رسول کو ماننا اور اس کے وعدہ و وعید پر یقین لانا اور اس کے بتائے ہوئے اجر و ثواب کی طمع و امید ہی ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ اسی ایمان و احتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑتا ہے۔ بلکہ یہی ایمان و احتساب ہمارے ایمان کے قلب و روح ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں۔ جو خدا خواستہ قیامت کے دن

کھوٹے سکے ثابت ہوں گے اور ایمان و احتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے برہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان و احتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ (معارف الحدیث ۱۰۹/۴)

روزے میں فضول گفتگو سے پرہیز

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة ان يدع طعامه وشرابه)) (صحیح بخاری)

”جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والا، کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ اپنی زبان کی بھی حفاظت کرے یعنی نہ فضول کلام کرے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے جس کی شریعت اسلامیہ میں اجازت نہیں۔ اگر وہ شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا اور اپنی زبان کو بے ہودہ اور فضول باتوں سے آلودہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں کہ پھر کتنے لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ایک سچے صائم کہ پاک اور ستھری زندگی انہیں نصیب ہے۔ آہ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو ایک طرف تو نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں لیکن دوسری طرف لوگوں کا مال کھاتے، ہندوں کے حقوق غصب کرتے، اعزہ و اقارب کے فرائض پامال کرتے، بندگان الہی کی غیبتیں کرتے، ان کو دکھ اور تکلیف پہنچاتے، طرح طرح کے مکرو فریب کو کام میں لاتے ہیں۔ یعنی اپنے دل کو تو گناہوں کی کثافت سے آلودہ اور سیر رکھتے ہیں جب کہ ان کے جسم کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے۔ کیا یہی وہ روزہ دار نہیں جن کی نسبت فرمایا کہ:

((کم من صائم ليس له من صومه الا الجوع والعطش)) (صحیح بخاری و سنن ابن ماجہ)

”کتنے ہی روزہ دار ہیں، جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔“

(ارکان اسلام: ص ۲۸۵)

روزہ کے بارے میں چند احکامات

① آپ ﷺ نے سحری کھانے کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھاؤ، اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔“ (ترمذی و نسائی)

آپ ﷺ کا دوسرا فرمان کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق اسی سحری کا ہے۔ (صحیح مسلم)

② روزہ جلد افطار کرنا چاہیے، فرمان نبوی ﷺ ہے: ”جب تک لوگ افطار میں تعیل سے کام لیتے رہیں گے، اس وقت تک خیر پر ہیں گے۔“ (موطا امام مالک)

اس حدیث کی شرح میں امام ربانی مجدد الف ثانی (م ۱۵۳۳ھ) فرماتے ہیں:

”سحری میں تاخیر اور افطار میں تعیل سے روزہ دار کا بجز احتیاج اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات اس کی عبدیت کے عین مطابق ہے اور اس کے حکم کو پورا کرتی ہے۔“ (مکتوبات امام ربانی: ۱/۲۵)

③ حالت سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا دونوں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

④ جمہور اہل علم کے نزدیک چھوٹے ہوئے روزے ایک ساتھ رکھنا ضروری نہیں۔ تسلسل کی پابندی صرف رمضان میں لازم ہے۔

⑤ رمضان کی راتوں میں صبح صادق تک جماع اور کھانا پینا جائز ہے۔

⑥ اگر روزہ دار کی حالت جنابت میں صبح ہو جاتی ہے تو غسل کر کے روزہ پورا کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

(تیسیر الرحمن تبیان القرآن ص ۱۰۱-۱۰۳)

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر اور سب سے منقطع ہو کر کسی جامع مسجد کے کونہ میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر و اذکار اور اس کے حضور مناجات کرے، یہ خاص الخاص بلکہ اخص الخاص کی عبادت ہے۔

رسول اللہ ﷺ اہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے بلکہ ایک سال کسی وجہ سے آپ کا اعتکاف رہ گیا تو اگلے سال آپ ﷺ نے دو

عشروں کا اعتکاف فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((ان النبي ﷺ كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى توفاه الله ثم اعتكف ازواجه من بعده)) (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک آپ کا یہ معمول رہا۔ آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔“

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک سال آپ ﷺ اعتکاف نہیں کر سکے تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (معارف الحدیث: ۱۲۰/۴)

اعتکاف رمضان کے فوائد اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصے میں وہ سکون قلب، جمعیت باطنی، فکر و خیال کی مرکزیت، انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو اس اعتکاف کے ذریعہ اس کا تذکر کر سکتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی روح اور اس کا مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو۔ اشتغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و ترددات اور ہوم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے۔ ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر، اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ مخلوق سے انس کے بجائے اللہ تعالیٰ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غم خوار نہ ہوگا۔ یہ اس کا زاد سفر بنے۔ یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (زاد المعاد: ۱/۱۷۸)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۲ھ) لکھتے ہیں:

اور خشوع و خضوع سے تضرع دراز کرے۔ (ارکان اسلام، ص: ۲۲۹)

لیلة القدر اگر معلوم ہو جائے تو درج ذیل دعا اللہ تعالیٰ کے حضور کرنی چاہیے:

((اللهم انك عفو كريم تحب العفو فاعف عني)) (جامع ترمذی)

”اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے، پس تو میری خطائیں معاف فرما۔“

نماز تراویح

قیام رمضان یا نماز تراویح کا ادا کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور اس سلسلہ میں ائمہ کرام اور فقہائے عظام میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ نماز تراویح کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رمضان میں نماز تراویح رسول اللہ ﷺ کتنی رکعات ادا فرماتے تھے تو حضرت عائشہ نے فرمایا:

((ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة)) (صحيح بخاری)

”رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت (۸ تراویح اور ۳ وتر) سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔“

نبی اکرم ﷺ نے جو تین دن (۲۳-۲۵-۲۷) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز تراویح پڑھائی تھیں وہ گیارہ رکعت (۸ تراویح اور ۳ وتر) تھیں۔

۲۰ رکعت تراویح پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ (احسن البیان ص ۷۴)

علمائے احناف میں امام ابن ہمام (فتح القدیر)، علاء زبیلی (نصب الراية)، ملا علی قاری (مرقاۃ)، مولانا رشید احمد گنگوہی (الحقی الصریح) اور مولانا سید انور شاہ کاشمیری (العرف الشذی) میں لکھتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے رمضان میں گیارہ رکعت (۸ تراویح اور ۳ وتر) نماز ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

((از فعل آنحضرت ﷺ یا زده ثابت شدہ است)) (مصطفیٰ شرح امام مالک)

”آنحضرت ﷺ سے گیارہ رکعت (۸ تراویح اور

گریز بہتر ہے۔ فقہ کا اصول ہے کہ

((درأ المفسد يقدم على جلب المصالح))

(احسن البیان ص ۷۵-۷۶)

”مصالح کے حصول کے مقابلے میں مفاسد سے بچنا اور ان کو نالنا زیادہ ضروری ہے۔“

لیلة القدر

جس طرح ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ پہلے دنوں عشروں سے بہتر ہے اور لیلة القدر اکثر و بیشتر اس عشرہ میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ○ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○﴾ (سورة القدر)

لیلة القدر کے بارے میں علمائے کرام کے چالیس سے زیادہ اقوال ہیں۔ سب سے قوی روایت یہ ہے کہ یہ رات رمضان کی آخری دس راتوں میں آتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((تحروا ليلة القدر في الوتر في العشر الاواخر من رمضان)) (صحيح بخاری و مسلم، جامع ترمذی و مسند احمد)

”لیلة القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

اس لئے رسول اللہ ﷺ ان دس راتوں میں عبادت کا بڑا اہتمام کرتے تھے، اعتکاف کرتے تھے۔ خود بھی رات کو جاگتے اور اپنے گھروالوں کو بھی جگاتے تھے۔ طاق راتیں ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ ہیں۔ اگر لیلة القدر کا تعین کر دیا جاتا تو لوگ صرف اسی رات ہی عبادت کا اہتمام کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح مبہم رکھا کہ لوگ ان طاق راتوں میں عبادت، تلاوت قرآن مجید اور ذکر واذکار بہت کریں۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) فرماتے ہیں کہ: پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلة مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو اور اس رحمان و رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے۔ جبین پڑ معاصی کو زمین پر بجز و خاک سے رکھے

چونکہ مسجد میں اعتکاف جمیعہ خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبیہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ، نیز طاقت و عبادت کا بہترین موقع ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے۔ (حجة الله البالغة: ۴۲/۲)

رسول اللہ ﷺ نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں اس کی پابندی کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) فرماتے ہیں کہ: ہر مسلم آبادی میں چند نفوس مسلم کے لئے ضروری ہے کہ اوآخر عشرہ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز محویت اتباع نبوی ﷺ، تلاوت کتاب عزیز (قرآن) تفریق سماوات و ارض، ذکر نعم الہی، تذکر اسمائے حسنی اور تحیت و تسلیم و ادائے صلوٰۃ میں اس طرح بسر کریں کہ ان کے اوقات محدود کا کوئی لمحہ نہ نہر و تفرق سے خالی نہ ہو تاکہ ان اشخاص مقدسہ کا جلوہ اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔ (ارکان اسلام، ص: ۲۳۱)

جو شخص اعتکاف کی سعادت حاصل کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اور حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ تیسیر الرحمن لبیان القرآن ص ۱۰۴)

اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے۔ اعتکاف کی مدت میں بیوی سے جماع جائز نہیں۔

فضیلۃ الشیخ حافظ عزام الدین یوسف لکھتے ہیں کہ اعتکاف کی حالت میں بیوی سے مباشرت اور بوس و کنار کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ ملاقات اور بات چیت جائز ہے۔ (عاکفون فی المساجد) سے استدلال کیا گیا ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے۔ مرد ہو یا عورت، ازواج مطہرات نے بھی مسجد میں اعتکاف کیا، اس لئے عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا صحیح نہیں۔ البتہ مسجد میں ان کے لئے ہر چیز کا مردوں سے الگ انتظام کرنا ضروری ہے۔ تاکہ مردوں سے کسی طرح کا اختلاط نہ ہو، جب تک مسجد میں معقول، محفوظ اور مردوں سے بالکل الگ انتظام نہ ہو، عورتوں کو مسجدوں میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور عورتوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک نقلی عبادت ہے، جب تک پوری طرح تحفظ نہ ہو اس نقلی عبادت سے

۳ (تر) ثابت ہے۔

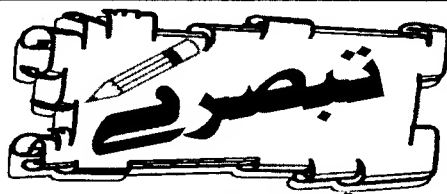
روزہ میں اسلام کا اصلاحی کردار

اسلام نے روزہ کے بارے میں کیا اصلاحی کردار ادا کیا ہے۔ اس بارے میں نامور عالم دین مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) نے اپنی کتاب ”ارکان اربعہ“ میں بڑی مفید اور نفیس بحث فرمائی ہے، مولانا لکھتے ہیں کہ: ”اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض و عبادات اور مناسک میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے اس طرح اس نے روزہ کے مفہوم، آداب و احکام اور اس کی شکل اور طریقہ کار میں بھی اپنا یہ اصلاحی و انقلابی کردار ادا کیا ہے اور اس نے روزہ کو بہت آسان و خوشگوار، فطرت سلیم کے بہت قریب، متعدد روحانی و اجتماعی فوائد کا حامل اور معاشرہ میں پوری طرح اثر انداز بنا دیا ہے۔

شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی و اخلاقی فوائد کے لئے مضر ہے۔ اس نے روزہ کو ادب و تقویٰ، دل اور زبان کی عفت و طہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی روزہ سے ہو، تو نہ بدگامی اور فضول خرچی کرے اور نہ شور و شر کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے بھگڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (صحیح بخاری)

حدیث قدسی میں ہے کہ صرف روزہ ایسی چیز ہے جس کا بدلہ میں دوں گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

شریعت اسلامیہ نے نہ روزہ نفس کو ایذا پہنچانے اور تکلیف میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور نہ اس کو خدا کا عذاب قرار دیا ہے۔ اس نے اس کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس نے اس کے احکام اور قوانین بھی ایسے خشک اور ظالمانہ نہیں بنائے کہ اس کا قطعی نتیجہ نفس کی ایذا رسانی کی شکل میں ظاہر ہوتا اور اس پر اس کی طاقت کا زیادہ بوجھ پڑ جاتا بلکہ اس نے سحری کھانا سنت قرار دیا۔



ماہنامہ تفہیم الاسلام کی خصوصی اشاعت
بیا دحضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی
مرتبه: حمید اللہ خاں عزیز

ضخامت: ۱۷۶ صفحات، خوبصورت طباعت
فورکھر ٹائٹل، سفید کاغذ، پتہ: محلہ رحن آباد احمد پور
شرقیہ ضلع بہاولپور۔
اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زندہ اور باشعور قومیں اپنے اسلاف و اکابر کی حیات و خدمات کو فراموش نہیں کرتیں بلکہ ان کی ہمہ جہت جہود و سعی کو حیات دوام بخشنے کے لئے بھرپور کوشش کرتی ہیں تاکہ ان کی روشنی میں اپنے حال کو سنوار کر مستقبل کو نکھار کر سکیں، اسی لئے اہل فکر و نظر نے اسلاف کی تاریخ، سوانح اور خدمات کی ترتیب و تدوین پر بڑا زور دیا ہے۔

کچھ عرصہ سے جنوبی پنجاب کے افق صحافت پر ماہنامہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ اپنی تمام تر علمی و فکری رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے اور اس کے مدیر شہیر، فعال ادیب اور نامور اہل قلم جناب حمید اللہ خاں عزیز اپنی تمام توانائیوں سے اس کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر، جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور کے رئیس، نامور خطیب اور بے باک سیاسی و مذہبی رہنما جناب علامہ قاری عبدالوکیل صدیقیؒ کی دینی، ملی، جماعتی، علمی، مسلکی، تبلیغی اور سیاسی خدمات کے حوالہ سے بڑی جانبدار اور شاندار خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

جو دراصل مرحوم کی ہمہ جہت خدمات جلیلہ کے لئے ایک زبردست خراج تحسین ہے۔ اس میں مدیر مجلہ کے طویل مضمون کے ساتھ ساتھ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، میاں محمد جمیل، رانا محمد شفیق خاں پسروری،

صاحبزادہ علامہ عامر صدیقی، مولانا محمد ابرار ظہیر، مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، مولانا عبدالرحمن ثاقب، مولانا محمد عثمان و دیگر اہل علم کے خوبصورت مضامین شامل ہیں۔ اس خصوصی اشاعت کے مطالعہ سے حضرت علامہ صدیقیؒ کی زندگی کے تقریباً تمام اہم اور تابندہ گوشے سامنے آ جاتے ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اس خصوصی اشاعت کے مطالعہ سے قارئین کرام اپنے فکر و عمل میں ایک نیا جذبہ اور ولولہ محسوس کریں گے۔ ہمیں مرحوم کے جانشین صاحبزادہ علامہ عامر صدیقی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع رحیم یار خاں سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں کہ وہ اپنے والد مرحوم کے علمی و دینی لگائے ہوئے پودوں کی نہ صرف آبیاری کریں گے بلکہ انہیں تن آور شجر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔ آخر میں ہم اس خوبصورت خصوصی اشاعت پر مدیر کرم کو مدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت کے لئے دعا گو ہیں۔ (مدیر)

☆☆☆☆

حرف اصلاح

کاوش: حافظ راشد منیر تبسم

ضخامت: ۱۱۲ صفحات، مجلد، ٹائٹل فورکھر

خوبصورت طباعت، اعلیٰ کاغذ

ناشر: اسلامک ریسرچ لائبریری چک نمبر ۷۵

ج۔ب سوہل، فیصل آباد

زیر نظر کتاب میں قرآن مجید سے خوبصورت باترجمہ دعائیں، عقائد و اعمال، حقوق اور دعوت و ارشاد کی اصلاح کے لئے احادیث نبویؐ کا انتخاب، نصیحت آموز واقعات اور زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے رہنما اصول، پھر نہایت کارآمد اقوال زریں، حمدیہ، نظمیں، نعتیں اور خوبصورت نظمیں بھی اس میں شامل ہیں۔ علماء، طلبہ اور عام قارئین اس سے یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایسی کتابوں کی اشاعت عام ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

کتاب پر قیمت درج نہیں اور اردو بازار لاہور کے کتب خانوں سے دستیاب ہے۔ (مدیر)

کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے۔ (البقرہ: ۱۸۵)

۲) تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں تو اس پر

دوسرے دنوں کا شمار رکھنا لازم ہے۔ (بقرہ: ۱۸۳)

۳) اور جو لوگ اس کو مشکل سے برداشت کر سکیں،

ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا

ہے۔ (بقرہ: ۱۸۳)..... (ارکان اربعہ ۲۸۶-۳۰۱)

افطار میں عجلت کا حکم دیا۔ رات اور دن دونوں میں سونے

اور آرام کرنے کی اجازت دی اور کاروبار، تجارت اور مفید

کاموں میں انہماک و مصروفیت کو بھی۔

اسلام نے اس کو ہر قسم کی بندش سے آزاد کر دیا ہے

اور اعلان کر دیا کہ

① تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے لازم ہے

کوئی تھوڑی سی چیز بھی اس کی رضا کے بغیر لی تو کل قیامت کے دن میں ایسے شخص سے جھگڑوں گا۔ (امام ابوداؤد، السنن، الخراج، باب فی تعشیر اہل الذمۃ، حدیث: ۳۰۵۲، الریاض)

① اسلام میں سختی اور تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں۔ (امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الذبائح حدیث: ۵۵۱۵)

② جو کسی جاندار (انسان یا حیوان) کی شکل و صورت بگاڑے، اس پر لعنت ہے۔ (امام بخاری، حدیث: ۵۵۱۵)

③ زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

④ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔ (بخاری)

⑤ ایک عورت جہنم میں گئی صرف ایک بلی کی وجہ سے، جسے اس نے باندھے رکھا، بلی کو نہ خود کھانے کے لیے کوئی چیز دی اور نہ اسے چھوڑ کر زمین کا گرا پڑا یا جو چیز ملتی اسے کھا لیتی۔ (بخاری)

اسی طرح رحمۃ للعالمین کے بے شمار ارشادات کتب حدیث و سیرت میں موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات و ہدایات میں انسانی زندگی کے لیے امن و آشتی، رحمت و شفقت اور صلح و سلامتی کی ضمانت ہے۔

اسلام دین امن۔ تاریخ کی روشنی میں:

اسلام امن و آشتی کا دین ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں نے سن و سلامتی اور امن و آشتی ہی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ تاریخ اسلام سے چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کے تمام غزوات اور سرایا کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے جارحانہ رویوں کے جواب میں تھے۔

مشرکین مکہ، یہود اور نصاریٰ سے آپ نے جس قدر جنگیں کیں، وہ ان کی جارحانہ کارروائیوں کی وجہ سے تھیں۔ شام کے سرحدی علاقوں میں عیسائیوں کی جارحانہ کارروائیوں کے انداد ہی کے لیے ۸ھ میں



جناب
مولانا خالد سیف

اسلام اور دہشت گردی!

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاَنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (المائدہ: ۸)

”اے ایمان والو! اللہ کے لیے گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔“

اسلام تخریب کاری، دہشت گردی یا معصوم انسانوں کے قتل و غارت کی کس طرح اجازت دے سکتا ہے کہ اس نے تو انسانیت کے احترام، تقدس اور عظمت کا یہ تصور دیا ہے کہ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کے قتل اور ایک انسان کی جان بچانا، ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (المائدہ: ۳۲)

”جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی، اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔“

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ نے انسانیت کے ساتھ جس طرح محبت و شفقت اور رحمت کا درس دیا ہے وہ آپ کے حسب ذیل ارشادات سے واضح ہے:

① خبردار جس نے ذمی کافر پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا، اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لیا یا اس کی

حالات کی یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ اسلام جو امن و سلامتی کا دین ہے اور دنیا کو امن، چین، سکون اور اطمینان سے بھر دینے کے لیے آیا ہے، دنیا کے بڑے بڑے دہشت گردوں نے اپنی قوت و طاقت کے سہارے اسے اور اس کے ماننے والوں ہی کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے خلاف عالمی میڈیا پر پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دہشت گردی کے واقعات میں بعض مسلمان ملوث رہے ہیں لیکن اسلام کے معنی ہی اطاعت و سپردگی اور امن و سلامتی کے ہیں۔ لہذا مسلمان اپنے بنیادی نظریہ عمل کے مطابق جہاں اطاعت الہی کا نمونہ ہیں، وہاں دنیا کے لیے امن و سلامتی کے پیکر بھی ہیں۔ قرآن مجید میں اسلام کی حکومت کو امن کی حکومت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النور: ۵۵)

”جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، مستحکم و پائیدار کر دے گا اور خوف کے بعد انہیں امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔“

اسلام میں ظلم و ستم کی کسی طرح کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام نے تو مسلمانوں کو واضح طور پر یہ تعلیم دی ہے کہ کسی قوم کی عداوت و دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم نا انصافی کرنے لگو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاہدات میں سے بیت المقدس کا وہ معاہدہ بہت مشہور ہے جو خود آپ کی موجودگی میں اور آپ ہی کے الفاظ میں لکھا گیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

یہ ہے وہ امان جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اہل ایلیا کو دیا۔ یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذاہب والوں کے لیے ہے۔ اس طرح کہ ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ ان کے احاطہ کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہیں رہیں گے، ایلیا والوں پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکل جائے گا، اس کی جان اور مال کو امن ہے حتیٰ کہ وہ جائے پناہ میں پہنچ جائے۔ اور جو ایلیا ہی میں رہنا پسند کرے تو اس کو بھی امان ہے البتہ اسے جزیہ دینا ہوگا۔ اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر یونانیوں کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ کا، اس کے رسول کا اور مومنوں کا ذمہ ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ مقرر کردہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔ اس تحریر پر گواہ ہیں خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور یہ ۱۵ھ میں لکھا گیا۔ (طبری)

دوسری طرف جب ۱۰۹۹ء میں اسی بیت المقدس پر عیسائیوں نے قبضہ کیا تو:

”مفتوح و مغلوب مسلمانوں کے ساتھ انہوں نے وہ برتاؤ کیا کہ الامان والحفیظ۔ شہر کے گلی کوچوں میں کشتوں کے پتے لگ گئے، بے دست و پا مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے، انہیں آگ میں جلایا گیا اور مسجد اقصیٰ کی چھت اور بنیادوں پر بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا۔“

اور پھر اسی بیت المقدس کو جب دوبارہ صلاح

احسن فاعینونی، وان زغت فقومونی..... وان اقواکم عندی الضعیف حتی اخذلہ بحقہ وان اضعفکم عندی القوی حتی اخذ منہ الحق)) (الطبقات الکبریٰ: ج ۳ ص ۱۸۲، ۱۸۳)

”لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، لوگو! میں متبع (سنت) ہوں، بدعتی نہیں ہوں، اگر میں امور و معاملات کو اچھے طریقے سے سرانجام دوں تو میری مدد کرو اور اگر میں بھٹک جاؤں، تو مجھے سیدھا کر دو، تم میں سے جو طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک میں اس سے حق وصول نہ کر لوں اور جو تم میں سب سے کمزور ہے، وہ میرے نزدیک بہت طاقتور ہے، جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں۔“

مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز کے بغیر امن و امان اور عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے یہ آپ کی باقاعدہ طے شدہ پالیسی تھی جس کی وجہ سے معاشرہ امن، چین اور سکون کا گہوارہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کی طرف ایک جہادی لشکر روانہ کیا تو اپنی اسی پالیسی اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اسے یہ نصیحت فرمائی:

”عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، بستیاں ویران نہ کرنا، کوئی بکری یا اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ جلانا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔“ (موطا امام مالک)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل تو ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں ہم ان چند معاہدات کو بطور مثال پیش کریں گے جو مختلف ممالک کی فتح کے وقت آپ نے ان کے باشندوں کے ساتھ کیے تھے۔ ان معاہدات کے مطالعہ سے جہاں اس بات کی تصدیق ہوگی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سکونت پذیر غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا معاملہ کیا، جس سے معاشرہ امن و آشتی کا ایسا گہوارہ بن گیا کہ جس کی دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہاں اس بات پر غور کرنے کا بھی موقع ملے گا کہ کیا یورپ نے بایں ہمہ دعویٰ تہذیب اس قسم کے حقوق کبھی غیر قوم کو دیے ہیں؟ یاد رہے کہ ہر قسم کی رعایا کو مکمل حقوق دینے ہی سے معاشرہ میں امن و سلامتی کا فروغ ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حارث بن عسیر کو دعوت اسلام کا خط دے کر شریل بن عمر غسانی کے پاس بھیجا، اس نے آپ کے اس قاصد کو جب قتل کر دیا تو اس کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے آنحضرت ﷺ نے جنگی مہم کا پروگرام بنایا تھا۔ اسی طرح جب شام کی سرحد پر دشمنوں کی فوجوں کے جمع ہونے اور مدینہ پر حملہ آور ہونے کی خبریں عام ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنے دفاع کا اہتمام فرمایا، الغرض آنحضرت ﷺ کے تمام غزوات اور سرایا دشمنوں کی جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں تھے اور ان میں فریقین کا جانی نقصان اس قدر کم ہوا کہ اس کی انسانی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ جیسا کہ درج ذیل تفصیل سے واضح ہے:

نام فریق	اسیر	زخمی	مقتول	کل
مسلمان	۱	۱۲۷	۲۵۹	۳۸۷
مخالف	۶۵۶۳	---	۷۵۹	۷۳۲۳
میزان	۶۵۶۵	۱۲۷	۱۰۱۸	۷۷۱۰

جب کہ دوسری طرف دیگر اقوام کی لڑائیوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کروڑوں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ مثلاً ”مہابھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں۔ یورپ کی مقدس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا، ان کی تعداد لاکھوں سے زائد ہے۔ جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب ”اپالوجی آف محمد اینڈ قرآن“ میں مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاکت نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں کی ہوئی تھی۔ اکیلی سلطنتِ پین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو قتل کیا تھا، جن میں سے بیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلائے گئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲، ص ۲۱۹، ۲۲۱)

آنحضرت ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی امن و سلامتی کے مشن کو جاری رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا: وہ اس کی ایک نمایاں مثال ہے، آپ نے فرمایا:

((ایہا الناس قدولیت امرکم ولست بخیرکم، ایہا الناس انما انا متبع ولست بمبتدع، فان

الدين ابوہی نے فتح کیا تو:

”کسی عیسائی (غیر مقاتل) کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی اور ہلکا سائیکس (جزیہ) لگانے کے بعد سب کو مذہبی آزادی دے دی گئی۔ دوران جنگ عیسائیوں کا سپہ سالار رچرڈ اول بیمار ہوا تو صلاح الدین ابوہی اسے کھانا، پھل اور دیگر مفرحات بھجواتا رہا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس نوع کے اور بھی بہت سے معاهدات معروف ہیں۔ آپ نے اپنی وفات کے قریب اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے ایک مفصل وصیت بھی لکھوائی تھی، اس وصیت کو محدثین سے امام بخاری اور امام بیہقی کے علاوہ بہت سے مورخین نے بھی ذکر کیا ہے۔ اس وصیت کا آخری فقرہ یہ ہے:

او صیہ بذمة الله..... (بخاری)

میں ان لوگوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں جن کو اللہ اور ان کے رسول کا ذمہ دیا گیا ہے (یعنی ذمی) کہ ان سے کیا گیا عہد پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

خلفاء راشدین آنحضرت ﷺ کے صحیح جانشین تھے، انہوں نے ایسا پر امن ماحول قائم کیا جسے عالمی تاریخ میں ایک مثالی حیثیت حاصل ہے۔ اس بارے میں مشہور مغربی مؤرخ ڈاکٹر گستاوی بان کی شہادت سنیں:

خلفاء راشدین جس ملکی خوش تدریری کو کام میں لائے، وہ ان کی سپہ گری اور اس فن حرب سے مافوق تھی، جسے انہوں نے آسانی سے سیکھ لیا تھا۔ شروع ہی سے انہیں ایسی اقوام سے کام پڑا جن پر سالہا سال سے مختلف حکومتوں نے نہایت بے رحمی سے ظلم کر رکھا تھا اور اس مظلوم رعایا نے نہایت خوشی کے ساتھ ان نئے ملک گیروں کو قبول کر لیا جن کی حکومت میں انہیں بہت زیادہ آسائش تھی۔ مفتوح اقوام کا طریقہ عمل کیا ہوتا چاہیے، نہایت صریح طور پر مقرر کر دیا گیا اور خلفاء اسلام نے ملکی اغراض کے مقابل میں ہرگز بزرور شمشیر دین حق کو پھیلانے کی کوشش نہیں کی، بلکہ بعض اس کے کہ وہ ہجر اپنے دین کی اشاعت کرتے، وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتے تھے کہ اقوام مفتوحہ کے مذاہب و رسوم اور اوضاع کی پوری طرح سے حرمت کی جائے گی اور اس آزادی کے معاوضے میں وہ

ان سے ایک بہت خفیف ساخراج لیتے تھے، جو ان مطلوبات کے مقابل میں جو ان اقوام کے پرانے حکام ان سے وصول کیا کرتے تھے، نہایت ہی کم تھا۔

اسی طرح ڈاکٹر گستاوی بان نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی لکھا ہے:

جوسلوک عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصریوں کے ساتھ کیا، وہ اس سے کم نہ تھا، اس نے باشندگان مصر سے وعدہ کیا کہ پوری مذہب کی آزادی، پورا انصاف بلا رو رعایت اور جائیداد کی ملکیت کے پورے حقوق دیئے جائیں گے اور ان ظالمانہ اور غیر محدود مطالبوں کے عوض میں جوشہنشاہ یونان ان سے وصول کرتے تھے، صرف ایک معمولی سالانہ جزیہ لیا جائے گا جس کی مقدار فی کس دس روپے تھی۔“

ڈاکٹر گستاوی بان نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید لکھا ہے:

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس میں کیا تھا ویسا ہی عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی عیسائیوں کے ساتھ بہت ہی مہربانی کا سلوک کیا۔ جس وقت قوم قبطی نے ایک نئے بطریق کی (جو عہدہ ان میں ہمیشہ سے چلا آتا تھا) درخواست کی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے فوراً وہ درخواست منظور کر لی۔ اس نے مذہب عیسوی کی ہمدردی کو اس عہدہ جاز رکھا کہ مسلمانوں کے شہر میں بھی کلیسا تعمیر ہونے کی اجازت دے دی۔

۱۱ء میں راجا داہر کی ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے محمد بن قاسم سندھ پر حملہ آور ہوا اور فتح حاصل کرنے کے بعد تین سال تک اس سرزمین پر قیام پذیر رہا۔ ان تین سالوں میں محمد بن قاسم نے اپنے حسن سلوک سے سندھیوں کو اس حد تک اپنا گرویدہ بنالیا تھا کہ وہ اس کی ماتحتی میں اپنے ہی فوجی سرداروں سے لڑنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ تین سال بعد جب محمد بن قاسم عراق واپس جانے لگا تو لوگوں کی اشکبار آنکھیں ان کے اندرونی غم کی غمازی کر رہی تھیں۔ لوگ عرصہ دراز تک اس کی جرأت، نیک سلوک اور پروتار شخصیت کی باتیں کرتے رہے۔

تاریخ کی اس شہادت سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی کے لیے امن و آشتی، رحمت و شفقت اور سلامتی کی جو تعلیمات دی ہیں،

مسلمانوں نے ان تعلیمات کے مطابق عمل کیا اور عملی طور پر اس کا مظاہرہ بھی کیا۔

جہاد اور دہشت گردی:

ابلاغ عامہ میں دہشت گردی کے واقعات کو جہاد کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کا ایک سبب تو دہشت گردی میں ملوث وہ لوگ ہیں جنہوں نے دہشت گردی کو جہاد کا نام دیا ہے اور دوسرے مغرب میں جہاد کا غلط مفہوم ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے جہاد کے مفہوم کو واضح کیا جائے؟

اسلام امن و آشتی اور محبت و سلامتی کا دین ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر مسلمانوں پر ظلم ہو تو وہ اسے برداشت کرتے جائیں اور اگر انہیں دہشت گردی کا نشانہ بنایا جائے تو وہ اس کا نشانہ بننے جائیں۔ اسلام کے امن و سلامتی کے دین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو ظلم نہیں کرنا چاہیے، کسی کا ناحق خون نہیں بہانا چاہیے، معصوم انسانوں کی جان و مال کو کسی طرح نقصان نہیں پہنچانا چاہیے، جہاں تک ظالم کے ہاتھ کو روکنے کا تعلق ہے، تو اسلام بلاشبہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ظالم کا ہاتھ روک دیا جائے اور دہشت گردی کا مقابلہ کیا جائے۔ ظلم و زیادتی، تحریک کاری اور دہشت گردی کے اسی مقابلہ کو اسلامی اصطلاح کے مطابق جہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی جہاد اور دہشت گردی میں فرق یہ ہے کہ جہاد ظلم و زیادتی اور فتنہ و فساد کا مقابلہ کرنے اور اسے روکنے کا نام ہے، جبکہ دہشت گردی فتنہ انگیزی اور ظالمانہ کارروائی ہے۔ جہاد حق کے دفاع اور عدل و انصاف کے قیام کا نام ہے، جب کہ دہشت گردی اندھا دھند قتل و غارت گری اور بے دریغ تباہی و بربادی مچا دینے کا نام ہے۔ دہشت گردی سراسر ایک منفی طرز عمل ہے، جب کہ جہاد ایک مثبت اصول حیات ہے، جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی اور انسانیت کا تحفظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاد سے متعلق اسلامی تعلیمات و ہدایات میں یہ سنہری اصول بھی موجود ہیں:

① اہل قتال کو آگ میں نہ جلایا جائے۔

② کسی کو باندھ کر نہ مارا جائے۔

③ قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

④ لاش کو بگاڑا نہ جائے۔

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں، ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت

جب دیارِ نجبِ بتوں نے تو خدا یاد آیا!

تحریر: جناب مولانا عبدالملک مجاہد

چھ برس کی لمبی جدائی اور پھر اس دوران رونا ہونے والے حالات و واقعات پر بے صبری سے باتیں کر رہے تھے۔ ماں اپنے بیٹے سے طرح طرح کے سوالات کر رہی تھی۔ بیٹا بھی بوڑھی ماں کو جدائی کے ماہ و سال کی سرگزشت سناتا رہا۔

اب حالات نے پلٹا کھایا۔ بیٹے کو مناسب نوکری مل گئی۔ اس کی ماہانہ آمدنی بھی کافی تھی۔ پڑھنے لکھنے کے بعد بیٹے کا مزاج اپنی بوڑھی ماں سے یکسر مختلف ہو چکا تھا۔ چند مہینے اسی ٹوٹی پھوٹی موڑی رہائش گاہ میں گزارنے کے بعد بیٹے نے ماں کی اجازت سے مکان فروخت کر دیا اور شہر کے ایک اچھے علاقے میں ایک خوبصورت بنگلہ خرید لیا۔ اس کے بعد ماں بیٹا اس بنگلے میں منتقل ہو گئے۔ ماں کو اب بیٹے کی شادی کی فکر تھی۔ دورانِ گفتگو اُس نے ایک لڑکی کا نام لیا جو انتہائی خوش اخلاق، باکردار، خوش رنگ، خوش شکل، فرماں بردار، اطاعت گزار اور خدمت گزار تھی۔ کئی ماہ سے ماں نے اُس لڑکی کو اپنی نگاہ میں رکھا ہوا تھا اور دل ہی دل میں اسے اپنے بیٹے کے لیے منتخب بھی کر لیا تھا مگر وہ لڑکی ماضی زمانے کی لڑکیوں کی طرح زرق برق لباس کی شوقین اور بازاروں میں گھومنے پھرنے والی نہیں تھی، بلکہ وہ شرم و حیا کی پٹلی تھی۔ چنانچہ ماں نے بیٹے کے سامنے اپنی تمنا کا اظہار کر ہی دیا۔

بیٹا ماں کا انتخاب جان کر بے پروائی سے بولا: ”چھوڑو بھی ماں! آخر شادی کی اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ابھی وقت ہے، کہیں نہ کہیں شادی ہو جائے گی۔“

وقت گزرتا گیا، ماں بیٹا ایک چھت کے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن بیٹے نے ماں سے اپنی شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ اُس نے ماں کو ہونے والی بیوی کے بارے میں بتلایا جس کا اس نے خود انتخاب کیا تھا۔ یہ لڑکی ایک بڑے باپ اور نامور خاندان کی بیٹی تھی۔ چنانچہ شادی دھوم دھام سے ہوئی اور بنگلے میں حسن کی ملکہ جلوہ افروز ہو گئی۔ لڑکی بڑے باپ اور نامور خاندان کی بیوی کی وجہ سے اسی مزاج کی حامل تھی جو عام طور پر ایسے خاندان کی لڑکیوں کا ہوتا ہے۔ غرور، تکبر، دوسروں کو تحارت آمیز نگاہ سے دیکھنا۔

بیٹا جب بوڑھی ماں سے اپنی بیوی کے بارے میں پوچھتا کہ بیوی کا اُس کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟ وہ میری عدم موجودگی میں تمہاری خدمت کرتی ہے یا نہیں؟ تو ماں

فائز ہو۔ ایسی صورت میں اعلیٰ تعلیم ہی انسانی زندگی کی معراج ٹھہرتی ہے۔ آخر وہ دن آگیا جب بیٹے کی فلائٹ روانہ ہوئی تھی۔ ٹیکسی دروازے پر کھڑی تھی۔ ڈرائیور ہارن بجا رہا تھا۔ ماں اپنے لختِ جگر کو تیار کر کے دروازے سے باہر نکلی۔

ٹیکسی کا دروازہ بند ہوا اور پھر چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ٹیکسی ماں کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر ہوائی اڈے چلی گئی۔ ماں کو بیٹے کی جدائی سے بے حد صدمہ پہنچا۔ وہ گھر کے اندر گئی، بستر پر لیٹ گئی اور سسکیاں لے کر رونے لگی۔ بیٹا بیرونِ ملک پہنچ چکا تھا۔ اُس زمانے میں نیلی فون اور انٹرنیٹ کی سہولتیں نہیں تھیں۔ دور پردیس میں بسنے والے لوگوں کے لیے اپنے وطن یا گھر سے رابطہ کی فضا ایک ہی سہولت تھی، یعنی ڈاک۔ ماں کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا۔ وہ پڑوسیوں کی منت سماجت کر کے بیٹے کے نام خط لکھواتی۔ بیٹے کا جواب آتا تو پڑوسیوں ہی سے پڑھواتی۔

وقت بھی اڑاں بھر کر کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے۔ دن سے ہفتہ، ہفتے سے مہینہ، مہینے سے سال، زندگی کے لیل و نہار لمبے لمبے ڈگ بھر کر اسی طرح گزرتے چلے گئے۔ ایک دن بیٹے کا خط پڑوسی کے گھر آیا۔ اس میں بیٹے نے اپنی بی بی ایچ ڈی کی ڈگری کا تذکرہ کیا تھا۔ ماں نے جب یہ خبر سنی کہ بیٹا بی بی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکا ہے تو اس کی خوشی کا کیا پوچھنا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ ایک بار دو تین بار..... ماں گہری سانس لیتی رہی تھی۔ برسوں بعد اسے آج اچھی طرح نیند آئی تھی۔ دستک کی ہلکی ہلکی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ پائی۔ اس نے پہلے کی نسبت زور سے دستک دی۔ جسے سن کر اچانک ماں کی آنکھ کھلی اور وہ بے تاب سے دوڑتی ہوئی دروازے پر پہنچی۔ دروازہ کھلا تو سامنے ایک نہایت خوب رو جوان انگریزی لباس میں ملبوس کھڑا تھا۔ ماں نے یک دم بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ پھر کیا تھا؟ بیٹا بھی آنسو بہا رہا تھا اور ماں کے آنسو تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد ماں بیٹا گھر میں بیٹھے

اُس کا اس دنیا میں کوئی نہ تھا۔ سسرال میں نہ میکے میں، وہ اکیلی تھی۔ گود کا ایک بچہ ہی اس کی کل کائنات تھا۔ اُس کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنے پیچھے ایک چھوٹے سے مکان کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑی، مکان بھی قیمتی نہ تھا۔

شوہر کے انتقال سے صرف ایک مہینہ پہلے اُس کی گود ایک خوبصورت بچے سے بھری تھی، چنانچہ شوہر کی وفات کے بعد اُس کی ساری توجہ اپنے ننھے بچے کی طرف مرکوز تھی۔ ماں کی تمام تر کوششیں صرف اس مقصد کے لیے وقف تھیں کہ کسی طرح اپنے بچے کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بنائے۔

وقت کے ساتھ اس کا بچہ کچھ بڑا ہوا اور اسکول میں داخلہ لینے کے قابل ہو گیا۔ وہ دن اُس کے لیے انتہائی خوشی کا دن تھا جب وہ اپنے بچے کو پہلی دفعہ اسکول لے کر گئی۔ دن گزرتے رہے اور ماں نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے ننھے بچے کو اسکول پہنچاتی رہی۔ بالآخر وہ دن بھی آگیا جب بیٹے نے پرائمری تعلیم مکمل کر کے سرٹیفکیٹ ماں کے ہاتھ پر لا کر رکھ دیا۔ ماں کو اُس دن جو خوشی ہوئی اُس کا اظہار زبان و بیان کے کسی بھی اسلوب میں ممکن نہیں۔

ایک وقت آیا کہ اُس کا اکلوتا بیٹا کالج کی تعلیم سے بھی فارغ ہو چکا تھا۔ کالج کی ڈگری اُس نے اپنے ملک کے دارالحکومت کے ایک مشہور کالج سے حاصل کی تھی۔ اتفاق سے وہ اسی شہر میں رہتا تھا۔ ایک غریب ماں کیلئے واقعی یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ اُس کا بیٹا گریجویٹ ہو گیا۔ بیٹے کی خواہش تھی کہ وہ آگے بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھے۔ اس کے نمبر بھی ماشاء اللہ اتنے اچھے تھے کہ سرکاری طور پر اسے بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے کی پیش کش کی جا چکی تھی۔

اس کی ماں بھی اپنے لختِ جگر کو بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم کیلئے بھیجنے پر راضی ہو گئی۔ ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کا بیٹا پڑھ لکھ کر بڑے سے بڑے عہدے پر

کا صرف ایک ہی جواب ہوتا ”اچھی بہو ہے بیٹا، میرے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتی ہے۔“ ماں بیٹے سے بہو کے بارے میں یہ سب کچھ اس لیے کہتی تھی کہ بیٹے کے جذبات کو ٹھیس نہ لگنے پانے اور گھر کا ماحول خراب نہ ہو۔ یہ سلسلہ چلتا رہا، بیٹا بھی اب ماں سے زیادہ دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ آفس سے آتا، بیوی سے بات چیت کرتا۔ کھانا کرسو جاتا اور صبح ڈیوٹی پر روانہ ہو جاتا۔ یہی اُس کا روزانہ معمول تھا۔ آہستہ آہستہ اُس کے دل سے ماں کی محبت زائل ہوتی گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اُسے ات دن میں کبھی ماں کا خیال بھی نہیں آتا تھا۔ ایک دن وہ آفس سے دوپہر ہی کو واپس آگیا۔ اُس دن بیوی کی سہیلیاں اُس کے گھر ضیافت پر آنے والی تھیں۔ اس کی نگاہ ماں پر پڑی تو ہاتھ روم میں اپنے کپڑے خود اپنے نالوں ہاتھوں سے دھو رہی تھی۔ وہ ہاتھ روم کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ ماں کپڑے دھو رہی تھی۔ وہ بھی اُس کے پیچھے اپنی رائیں لہرا رہی تھی۔ اس نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا:

”میں تم سے یہ کہنے کیلئے آفس سے آیا ہوں کہ میری بیوی کی سہیلیاں گھر آنے والی ہیں، بارے گھر اُن کی دعوت ہے، اس لیے تم میری بیوی کی شان و شوکت کا خیال رکھتے ہوئے آج کوئی اچھا لباس پہن کر اُن کا استقبال کرنا، اور ہاں! ہاں! اُن کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا، یہ میری اور میری بیوی کی عزت کا سوال ہے۔“

ماں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ آج اسے اپنے اُسی بیٹے سے کیا کچھ سننے کو مل رہا ہے، جس کی تعلیم و تربیت میں نجانے اُس نے کتنا خون پسینہ بہایا تھا۔ اُس نے اپنے چند کپڑے پلاسٹک کی ایک تھیلی میں رکھے اور گھر سے باہر نکل گئی۔ بنگلے پر الوداعی نظر ڈالی۔ اس کے آنسو ٹپک پڑے، پھر اس کے دل سے آہ اور زبان سے یہ جملہ نکلا:

”اللہ تجھے معاف کرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں نے تیرے اور تیری بیوی کے لیے ہمیشہ بھلائی کا کام کیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یاد نہیں کہ میں نے تیری بیوی کو کبھی کسی قسم کی کوئی تکلیف دی ہو۔ اللہ تم سب کو معاف فرمائے بیٹا۔“ اور پھر وہ کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی۔

کئی مہینے بیت گئے، بوڑھی ماں کبھی اس کے در پر

کبھی اُس کے در پر، کبھی ایک کے گھر، کبھی دوسرے کے گھر اپنی زندگی کے دن گزارتی رہی۔ وہ گاہے بگاہے لوگوں سے اپنے بیٹے کی خیریت بھی دریافت کرتی رہتی تھی۔

دن گزرتے گئے، بہو بیٹا ماں کی یاد سے غافل ہوتے چلے گئے۔ اب انہیں بھول کر بھی ماں یاد نہیں آتی تھی۔ اس واقعے کو کئی سال گزر چکے تھے۔ اچانک بیٹے کو کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ دیکھنے میں تو یہ عام سی بیماری لگ رہی تھی۔ ایک کلینک کا ڈاکٹر علاج میں کامیاب نہ ہو سکا تو اُس نے اُسے ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ بیوی نے اُسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ ادھر ماں کو کسی نے بیٹے کی نازک حالت کے بارے میں بتلایا تو وہ تڑپ اٹھی۔ اس نے فوراً ٹیکسی کرائے پر لی اور ہسپتال پہنچ گئی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا اور اس کی محبت کی مثال اس دنیا میں کہاں مل سکتی ہے؟ بیٹے کی بیماری کے بارے میں جب سے اس نے سنا تھا، بے چین ہو گئی تھی۔ کئی دنوں کے بعد اس کے دل کو پُر ہی تھی مگر سو کے کہنے پر ہسپتال کے اسٹاف نے اسے بیٹے سے نہ ملنے دیا۔ ایک مدت تک ہسپتال میں علاج چلتا رہا، پھر ڈاکٹر نے اسے کہا کہ مریض کو گھر لے جائیں اور وہیں علاج کریں، گھر میں علاج چلتا رہا۔ مگر علاج میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ جب اُس کا بینک بیلنس ختم ہو گیا تو گھر کی اشیاء فروخت کرنے کی نوبت آ گئی۔ ادھر بیوی بھی خدمت کرتے کرتے پریشان ہو گئی۔ وہ بات بات پر شوہر پر ٹوٹ پڑتی اور جلی کٹی باتیں سناتی تھی۔ لاچار شوہر، بستر پر پڑا بیوی کی باتیں برداشت کرتا رہتا تھا۔

ایک دن بیوی نے غصہ میں آ کر کہا: ”بس۔ بہت ہو گیا۔ جب سے میں نے تمہارے گھر میں قدم رکھا ہے، مشکلات اور پریشانیوں کی چکی میں پس رہی ہوں۔ کچھ دنوں تک تمہاری ماں کو جھیلی رہی۔ اب تمہاری بیماری جھیل رہی ہوں۔ اب میرا اور تمہارا ساتھ نہیں نبھ سکتا۔ مجھے طلاق چاہیے۔ تم نے سنا نہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ مجھے طلاق چاہیے، آج اور ابھی طلاق چاہیے۔“

بیوی کی باتیں سن کر یوں لگا جیسے اُس نے میرے چہرے پر ہنسی پھیر کر دیا ہے۔ اس نے بیوی کے مطالبے پر فوراً طلاق نامہ تیار کرایا اور طلاق ہو گئی۔ طلاق کے بعد اس کی صحت دن بدن گری جانے لگی۔ اب اسے اپنی ماں کی یاد ستانے لگی۔ گرتی ہوئی صحت اور مفلسی کی حالت میں اسے اپنی ماں کی ضرورت بہت شدت سے محسوس ہوئی۔ روئے زمین پر صرف ایک ہی ہستی تھی جو اسے زندگی کی طرف لاسکتی تھی اور وہ اس کی ماں تھی۔

لیکن ماں..... اللہ جانے وہ کہاں گم ہو چکی تھی۔ عرصہ دراز سے لوگوں کو اُس کے بارے میں کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ ماں کی تلاش میں سرگرداں شہر کے گلی کوچوں کی خاک چھانتا رہا۔ در در جاتا اور ”ماں ماں“ کی رٹ لگاتا۔ ایک دن وہ ایک محلہ کی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا۔ مغرب کا وقت آن پہنچا۔ وہ اُسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے رک گیا۔ مسجد میں داخل ہوا تو دروازے پر اُس کی نگاہ ایک بوڑھی خاتون پر پڑی جو ہاتھ میں کاسہ گدائی لیے کھڑی تھی اور نمازیوں سے بھیک مانگ رہی تھی۔ یہ اُس کی وہی ماں تھی جس نے اُسے پال پوس کر بڑا کیا تھا اور اعلیٰ تعلیم دلانے کیلئے نہ جانے کتنی مصیبتیں جھیلی تھیں۔ وہ ماں جس نے بیٹے کو پڑھا لکھا کر بڑا افسر بنایا تھا اور یہ تصور کر

لیٹھی تھی کہ اُس کا بیٹا بڑا آدمی بن جائے گا تو اس کے دردناک درماں ثابت ہو گا لیکن آج وہ حالات کے دورِ بے پرکاسہ گدائی لیے کھڑی تھی اور مسجد کے سامنے بھیک مانگ رہی تھی۔

بیٹے کو بڑا جھکا گا وہ فوراً ماں کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر معافی مانگنے لگا۔ پھر اُس نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور گھر روانہ ہو گیا۔ وہ راہ چلتا جاتا تھا اور باواز بلند کرتا جاتا تھا: ”اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی پھٹکار ہو ایسی بے وفا بیوی پر جس نے مجھے ماں جیسی عظیم ہستی سے جدا کر دیا۔ لعنت ہو میری پی انچ ڈی کی ڈگری پر جس نے میرے دل سے ماں کی محبت نکال دی۔ لعنت ہو اُس بنگلے پر جس نے مجھے ماں سے بے گانہ کر دیا۔ لعنت ہو میری بھاری تنخواہ پر جس نے میرے دل کو اندھا کر کے ماں کی عظمت شناسی چھین لی۔“ گھر پہنچ کر وہ ہچکیاں لے کر رونے لگا۔ اس نے ماں کے پاؤں پکڑے اور معافی مانگی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے، اُسکے جذبہ محبت کی مثال کہاں مل سکتی ہے۔ اُس نے بیٹے کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی: ”نہیں بیٹا! کوئی بات نہیں، مجھے تم سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ (اس واقعے کی تفصیل کتاب قصص و آس من عقوق الوالدین میں دیکھی جاسکتی ہے)

جس: ۶۸-۷۴ میں دیکھی جاسکتی ہے)

درود پاک پڑھنے کی فضیلت و اہمیت

تحریر: جناب حافظ عبدالاعلیٰ درانی، یو۔ کے

(۵) ترمذی میں حضرت عمر بن خطابؓ کی موقوف

روایت ہے جو اصلاً دوسری روایات کی روشنی میں مرفوع ہے کہ ”دعا اس وقت تک آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے جب تک درود نہ پڑھا جائے وہ منزل مقصود تک پہنچ نہیں پاتی۔ اس کی تائید حدیث فضالہ سے بھی ہوتی ہے جو ابھی گزری۔ حسن حصین میں شیخ دارانی ذکر کرتے ہیں کہ جب تم اللہ سے اپنی حاجت مانگو تو شروع ہی میں درود پڑھا کرو پھر دعا کرو پھر درود پڑھ کر دعا کو ختم کرو۔ اللہ تعالیٰ اس حسن طلب کے باعث تمہاری دعا قبول کرے گا۔“

آنحضور ﷺ کی قربت کسے حاصل ہوگی

ترمذی اور ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا روز قیامت سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھا کرتا تھا (ترمذی ۳۸۲) ابن حبان (۸۹۹) امام ابن حبان نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ روز قیامت آنحضور ﷺ کے سب سے زیادہ قربت اور شفاعت اہل الحدیث کو نصیب ہوگی کیونکہ وہی رسول اللہ ﷺ پر قولاً و فعلاً سب سے زیادہ درود بھیجتے ہیں۔ (امام ابن حبان کے اس قول کو صاحب مرقات نے بھی ذکر کیا) اہل الحدیث اس لیے قرب و شفاعت رسالت کے زیادہ حق دار ہوں گے۔ کیونکہ وہی اپنے دروس، خطبات اور بیانات میں قرآن و حدیث کا ہی حوالہ اور دلیل دیتے ہیں اور جب بھی حدیث کا حوالہ اور دلیل بیان کرتے ہیں، تو لامحالہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اسی لیے شفاعت اور حب نبی اور شفاعت انہی کو نصیب ہوگی۔ کثرت سے درود پڑھنا آنحضور ﷺ سے اتباع و محبت کا ثبوت ہے۔ اور اسی طرح یہ حب الہی پر منتج ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہد و اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اللہ غفور رحیم ہے۔ ﴿آل عمران﴾

درود سے دنیوی و اخروی مفادات

سنن نسائی میں ہے جو شخص فجر اور مغرب کی نمازوں کے بعد کسی سے بات چیت سے پہلے آنحضور ﷺ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سوا حاجات پوری فرمائے گا۔ تیس دنیا میں اور ستر آخرت میں۔ امام نسائی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کیلئے کم از کم یہ الفاظ کافی ہوں گے (اللھم صل علی محمد) گویا مختصر سا وظیفہ اور بے پناہ فوائد۔ جس طرح سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر تینتیس تینتیس دفعہ پڑھے جاتے ہیں اسی طرح (اللھم صل علی محمد) بھی پڑھ لیا جائے تو اتنی بڑی فضیلت کا حقدار بنا جاسکتا ہے۔

کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے التحیات والا درود سکھایا۔ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے جبکہ مسند احمد میں تھوڑے سے مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں (بخاری ۶۳۵۷) اسی لیے مسنون درود و سلام (درود ابراہیمی) نماز میں رکھ دیا گیا اسی لیے التحیات سکھانے کا آنحضور ﷺ بہت اہتمام فرماتے تھے۔ درود و سلام کے ان تمام صیغوں میں یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ادبی اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے حق میں رحمت کی درخواست کرے، کیونکہ حق تعالیٰ ہی آپ کے مقام و مرتبہ کو جانتا اور وہی حقیقی قدردان ہے۔

درود پڑھنے کا اجر

(۱) صحیح مسلم میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار صلاۃ پڑھے۔ اللہ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے۔ (مسلم ۴۰۸) اور احمد و نسائی وغیرہ میں مزید اضافہ کے الفاظ ہیں کہ اس کے دس گناہ معاف اور دس درجات بھی بلند ہوتے ہیں احمد (۲۶۱۱ و ۱۰۲۳) جبکہ ابن حبان اور احمد میں یہ بھی ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتے ستر بار صلاۃ بھیجتے ہیں (۱۸۷/۲)

(۲) سنن نسائی، ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پیغمبر اللہ کی حمد و ثنا اور درود کے نماز پڑھ لی تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔ مزید فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ کی تعریف پھر درود پڑھے پھر جو چاہے مانگے۔ اس حدیث کو نسائی، ابوداؤد (۱۳۸۱) ترمذی (۳۵۳۳) اور احمد (۳۹۳۵) نے روایت کیا ہے۔

(۳) جامع ترمذی میں حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ اے اللہ کے رسول میں اپنی دعا میں درود کا کیا تناسب رکھوں آپ نے فرمایا جتنا چاہو رکھو اچھا ہے کہا چوتھا حصہ درود کا فرمایا اس سے بھی زیادہ کرو تو بہتر ہے کہا نصف؟ فرمایا اس سے بھی زیادہ کرو تو اچھا ہے کہا تین حصے درود اور ایک حصہ دعا فرمایا اس سے بھی زیادہ کرو تو اچھا ہے کہا اب تو سارا وقت درود ہی پڑھا کروں گا؟ فرمایا تو مجھو غم دور ہو گئے اور گناہ معاف ہو گئے۔ ترمذی حدیث (۲۵۷۴) و احمد (۱۳۶۵) والی کم (۳۱۱۲)

مزید ارشاد ہوا جب تک کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے تب تک فرشتے بھی اس کے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ کم کرو یا زیادہ (ابن ماجہ)

سورہ الاحزاب میں حضرت خاتم المومنین ﷺ کی ذاتی زندگی بارے بہت سی چیزیں زیر بحث آئیں جنہیں عام حالات کوئی بھی شخص ظاہر نہیں کرنا چاہتا لیکن آنحضورؐ کے منصب ختم نبوت کے ساتھ ان کا بڑا گہرا تعلق تھا کہ اگر رسم و رواج کے یہ بندھن اب بھی نہ توڑے گئے تو کبھی بھی نہیں ٹوٹیں گے کیونکہ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر منافقین کی بد زبانیاں، شرانگیزی، فتنہ انگیزیاں بھی زیر بحث آئیں جن کی روشنی میں امت کو تلقین کی گئی کہ نبی ﷺ کو ستانے یا انہیں اور ان کے کسی ساتھی کو اذیت دینے کی سنگینی اپنی جگہ نبی کی ذات اقدس تو یہ حق رکھتی ہے کہ ان پر دعائے رحمت (صلوٰۃ) پڑھی جائے ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ آیت ۵۶ واصل جن حالات سے نبی ﷺ گزر رہے تھے اس حکم میں ان کیلئے بڑی تسلی و تشفی کا سامان تھا۔

اللہ اور ملائکہ کے درود کا مطلب

صحیح بخاری میں حضرت ابوالعالیہ کا قول ہے کہ اللہ کا درود پڑھنا فرشتوں کے سامنے آپ کی صفت و ثناء بیان کرنا اور فرشتوں کا درود آپ کیلئے دعا کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں برکت کی دعا کرنا ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے درود الہی کا مطلب رحمت بھیجنا اور فرشتوں کا درود استغفار کرنا ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں اس آیت کا مقصد ہے کہ حضور ﷺ کی قدر و منزلت عزت و مرتبت لوگوں کی نگاہوں میں فحج جائے۔ وہ جان لیں کہ خود اللہ تعالیٰ آپ کا شاخوان ہے اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ ملائ علی کی یہ خبر دے کر زمین والوں کو حکم دیا تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجا کرو تاکہ عالم علوی اور عالم غفل کے لوگوں کا اس پر اجماع ہو جائے۔ اصحاب علم و فضل کی ان تشریحات کی روشنی میں پتہ چلا کہ اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب ہے کہ وہ آپ کی تعریف فرماتا ہے، آپ کے کام میں برکت عنایت فرماتا ہے، آپ پر مہربان و شفیق ہے، آپ پر مسلسل رحمت بھیجتا رہتا ہے اور فرشتوں کا درود آپ سے غایت درجہ محبت، آپ کا احترام اور آپ کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتا ہے اور اہل ایمان کا درود پڑھنا اللہ سے آپ کے بلندی شان اور مقام محمود اور وسیلہ کی طلب ہے۔

درود و سلام کا مطلب؟

اس آیت کے نزول کے اصحاب رسول نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول سلام کا مطلب ہم نے جان لیا۔ صلاۃ

طب و صحت

بصارت کو بہتر بنانے والی غذا

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

آنکھیں قدرت کا انمول عطیہ ہیں۔ زندگی کی تمام بہاریں آنکھوں سے ہی ہیں۔ آنکھوں کی قدر و اہمیت کسی نابینا سے پوچھیے۔ ہر آنکھ کے پیچھے پردہ چشم کے مرکز میں خصوصی بانٹوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جسے جوف چشم کہتے ہیں۔ جب پردہ چشم کا جوف خراب ہونے لگتا ہے تو اس خرابی کی وجہ سے انسان بصارت سے محروم ہو جاتا ہے یا بصارت کم ہو جاتی ہے۔ یہ مرض عموماً 60 سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ دنیا میں 25 ملین سے زیادہ افراد عمر بڑھنے کے باعث آنکھوں کے پٹھوں کی کمزوری اور سفید موتیا جیسے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امریکن بصارت پیمائی ایسوسی ایشن کے جائزے کے مطابق یہ امراض بصارت کے خاتمے یا کمی کا باعث بن جاتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق اس مرض کا سبب ناقص غذا اور صحت بخش غذا میں شامل مقویات جن میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم غذائی اجزاء ہوتے ہیں۔ ان کے باقاعدہ استعمال سے آنکھوں کے ان امراض سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین اور معدنیات وغیرہ پردہ چشم کی کمزوری اور موتیا جیسی بیماریوں کا خطرہ کم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایسی غذا جن میں حیاتین ج، حیاتین ای، کیروٹین، زنک اور اومیگا 3 فیٹی ایسڈ سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ان سے نہ صرف عمر میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان امراض کا راستہ روکنے میں مددگار ہے۔ یہ اجزاء سبز پتوں والی ترکاریوں، مکئی، آم، آڑو اور بہت سی دوسری سبز سرخ ترکاریوں اور پھلوں میں پائے جاتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ جن افراد کی غذاؤں میں لیوٹین کا حصہ زیادہ ہوتا ہے ان میں چشم کے امراض کی شرح بہت کم ہوتی ہے۔ تمباکو نوشی کرنے والوں کو جوف چشم کی مرض کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ تمباکو نوشی

جسم میں موجود لیوٹین پر زیادہ منفی اثر ہوتا ہے۔ اس طرح لیوٹین حیاتین ج پر بھی مضر اثر ڈالتی ہے۔ ذیل میں ہم ان غذاؤں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں ہم اپنی خوراک میں شامل کر کے نہ صرف اپنی بصارت کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ چشم کے امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

انڈا

ناشتہ میں پروٹین سے بھرپور انڈا ضرور شامل کریں، انڈے میں اہم غذائی اجزاء اور حیاتین پائے جاتے ہیں۔ انڈے کی زردی میں لیوٹین اور زیکس تھن سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین ای اور اومیگا 3 جیسے اہم اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اگر دیسی انڈا میسر ہو تو ہفتے میں چار روز انڈا کھا لینا چاہئے۔ آج کے دور میں پولٹری فارم کے باعث جو انڈے میسر ہیں، ان میں کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے پولٹری کے انڈے جن میں کولیسٹرول بڑھا ہوا ہے، اعتدال میں استعمال کریں اور لیوٹین کی ضرورت پھلوں اور سبزیوں سے پوری کریں۔

مالٹا

یہ رس بھرا پھل حیاتین ج سے بھرپور ہوتا ہے۔ جو آنکھوں کی بانٹوں (نشوز) کے لیے بہت اہم غذائی جزو ہے۔ حیاتین ج آنکھوں کی بانٹوں کو اس نیلی روشنی سے محفوظ رکھتی ہے جو سورج کی روشنی میں پائی جانے والی ضرر رساں تابکاری ہے۔ سفید موتیا بند کے بچاؤ میں مدد دیتا ہے۔ اینٹی اوکسی ڈینٹ کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔

پالک

پالک کا ایک کپ غذائیت سے بھرپور لیوٹین اور زیکس تھن سے بھرپور ہوتا ہے۔ پالک کو صحت مندانہ مقدار میں لینے کے لیے سینڈوچز میں سلاد اور سبزی کے طور پر لیا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ خصوصیت بھی موجود ہے اگر اسے پکا کر استعمال کیا جائے تو اس میں موجود لیوٹین جسم میں آسانی سے تحلیل ہو جاتی ہے۔

مکی (سیٹہ)

یہ نہ صرف مزے دار ہوتے ہیں بلکہ لیوٹین تھن سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق مکئی کو جس قدر پکایا جائے اس میں اسی قدر لیوٹین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مکئی کو سوپ، انواع

و اقسام کے سیرپ اور مختلف کھانوں میں استعمال جاتا ہے۔

گوگھی

یہ سبزی حیاتین ج، فائبر (ریشہ) سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس میں بصارت بڑھانے والے جزو لیوٹین اور زیکس تھن پائے جاتے ہیں۔ گوگھی کی شاخ، آملیٹ، پیزا، میکرونی، سیلڈ وغیرہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کرم کلا

یہ بند گوگھی کی ایک قسم ہے جس میں حیاتین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی اہم مقدار ہوتی ہے۔ اس میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم اجزاء جو بصارت کے لیے مفید ہیں موجود ہوتے ہیں۔ اس کے ایک کپ سے 23.8 ملی گرام لیوٹین اور زیکس تھن حاصل ہوتے ہیں۔ سلاد اور ترکاری کی طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پتوں کو چپس کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مرض کینسر میں بھی مفید ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد

سکیم موڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35419788



استقبال رمضان کانفرنس

25 جون بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد عبداللہ کینٹن فیروز ٹاؤن میں استقبال رمضان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل عتیق خطیب سندری خطاب فرمائیں گے۔

منجانب: محمد عمران مجاہد (فیروز ٹاؤن)

ضرورت معاون ناظم

مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ میں ایک معاون ناظم کی ضرورت ہے جو کم از کم فاضل درس نظامی اور بی۔ اے ہو۔ تدریس کے ساتھ تعلیمی نظام کو بہتر اور فعال بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ عمر 40 سال سے زائد نہ ہو۔ اپنے کوائف کے ساتھ درخواست ناظم مدرسہ کے نام ارسال کریں فون نمبر بھی لکھیں۔

عبداللہ یوسف دارالحدیث ایم اے جناح روڈ اوکاڑہ

0312-4403173, 044-2521460

تلاش کشدہ

نذیر احمد ولد اکبر علی، عمر 87 سال، چھوٹی سفید دھڑی سفید رنگ کے کپڑے پہنند، کڑا سر پر ردیل، کالے رنگ کا چشمہ، ہاتھ میں ہانسی کی سوئی کے ساتھ ٹیلر ہے ہو کر چلتا۔ (انعام: 5,000 روپے) رابطہ: شبیر احمد مکان نمبر 51 خواجہ سرنیت توحید پارک امامیہ کالونی شاہدرہ 0336-6757371, 042-37920928

ضرورت اساتذہ

مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ میں لائق، بخشتی، قابل، فاضل علوم دینیہ و عصریہ دو اساتذہ کی ضرورت ہے۔ جو عالیہ تک پڑھانے اور طلبہ میں بہتر نظم و نسق پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اپنے تعلیمی کوائف کے ساتھ درخواست ناظم مدرسہ کو ارسال کریں۔ فون نمبر بھی لکھیں۔

عبداللہ یوسف دارالحدیث ایم اے جناح روڈ اوکاڑہ
0312-4403173, 044-2521460

دعائے صحت کی اپیل

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کے سابق منیجر محترم شہادت طور ان دنوں غلیل ہیں۔ قارئین کرام خصوصی اوقات میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت یاب کرے۔ آمین!

دعا گو: قاری محمد فیاض صدر مدرس شعبہ تحفیظ القرآن جامعہ
الہند یٹ لاہور 0300-4583187

اخبار الجماعۃ

ماہانہ تنظیمی اجلاس

15 جون بروز اتوار دس بجے صبح موضع ٹھیکو براستہ دھمٹھل میں مرکزی جمعیت والہدیت یوتھ فورس تحصیل ظفر وال کا بھرپور اجلاس حافظ عبدالغفار رحمان امیر تحصیل ظفر وال منعقد ہوا۔ جس میں گزشتہ عشر مہم کی کارکردگی، رمضان میں دروس کی تکمیل، ناظم رابطہ کی کارکردگی زیر بحث آئے۔ محمد عظیم باجوہ کو تحصیل ظفر وال میں پیغام چینل کا نمائندہ مقرر کیا گیا۔ اجلاس میں حافظ منظور احمد، مولانا محمد صالح، مولانا عبدالستار راشد، ڈاکٹر عبدالواحد، حافظ شعیب اللہ، حکیم محمد شاہد، مولانا مختار شاکر، چوہدری داؤد کابلوں، چوہدری منور کابلوں سیت کیشہ تعداد کارکنوں کی شریک اجلاس تھی۔

ماسٹر محمد حنیف ناظم نشر و اشاعت تحصیل ظفر وال

تحصیل رحیم یار خان کی تبلیغی ڈائری

زیر امارت:- مرزا افتخار بیگ امیر تحصیل رحیم یار خان
زیر نظامت:- قاری ثناء اللہ شاہد قصوری تحصیل ناظم رحیم یار خان
کیم مکی، جامع مسجد امانت الرحمن سنگھ کالونی، مقرر:- قاری ثناء اللہ قصوری، قاری محمد حسن۔
6 مئی، جامع مسجد فاطمہ اہل حدیث اسلامیہ کالونی، مقرر:- مرزا افتخار بیگ، قاری یوسف محمدی، رضاء اللہ سلفی، مولوی امام دین۔
22 مئی، مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث مسلم بازار نشاط روڈ، مقرر:- مولانا محمد شاہد محمدی، مولانا آصف باجوہ، قاری ثناء اللہ شاہد قصوری، قاری اویس ندیم، قاری یوسف محمدی، مرزا افتخار بیگ۔
24 مئی، جامع مسجد محمدی اہل حدیث اوڈ کالونی ڈاکٹر گلبرگ، مرزا افتخار بیگ، محمد یوسف محمدی، قاری ثناء اللہ قصوری، قاری اویس ندیم۔
25 مئی، جامع مسجد محمدی اہل حدیث 103/P چک نمبر، مقرر:- قاری ساجد منیر، مرزا افتخار بیگ۔
27 مئی، جامع مسجد کوثر اہل حدیث اوڈ کالونی، سیٹلائٹ ٹاؤن، قاری ثناء اللہ شاہد قصوری، مولانا قاری احسان الحق اسد،
29 مئی، جامع مسجد محمدی اہل حدیث چک نمبر 103/P ابوظہبی روڈ، مولانا قاری ثناء اللہ شاہد قصوری، مولانا قاری ساجد منیر۔
منجانب:- شعبہ تبلیغ مرکزی جمعیت والہدیت تحصیل رحیم یار خان

ضروری اطلاع

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں 25 مختلف شعبہ جات کے اندر داخلہ جاری ہے۔ یونیورسٹی میں داخلے کے حصول اور مزید رہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔
(1) عربی اصول الدین (اسلامک سٹڈیز) قاری کیلئے حافظ محمد اسماعیل روپڑی 0300-8817064
(2) ایل ایل بی شریعہ اینڈ لاء، ارسلان طارق: 0321-9509803
(3) آکس کس، اصغر شہزاد 0333-5317372
(4) انگلش اور باقی سب کیلئے: حافظ عبداللہ طور 0322-4181989

نوٹ: وفاق المدارس کی ایچ ای سی سے مصدقہ اسناد بھی قابل قبول ہیں نیز رزلٹ کا انتظار کرنے والے بھی اپلائی کر سکتے ہیں۔
داخلے کی آخری تاریخ 15 جولائی 2014ء ہے۔
منجانب:- اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

ضرورت خادم

جامع مسجد طیبہ اہل حدیث الحدید بازار لاہور میں ایک بخشتی باشرع خادم کی ضرورت ہے۔ معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔
رابطہ: قاری عمران یوسف میر محمدی 0300-4701581

پاکستان بھریں
بذریعہ ڈاک

فری



محبوب قوت
دماغ و عضلاتی
فیصل



دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

ہوم ڈیوری
0314-3085577

• ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا آکسیر علاج
• چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
• نظام ہضم کی درستگی اور پیدائش خون کیلئے موثر علاج
• شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے اصول تحفہ
• معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
• ہر عمر کی خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید



الجزائے معجون

زعفران	دارچینی	شہد	مغزیادام
کشیڑ	بلبلہ	جوہر آبن	برہمی پوٹی
مرق سیاہ	درق طلاء	بادیان	مغز اخروٹ
خشخاش	گاوزبان	گل سرخ	طباشیر
اسطوخودس	الایچی کلاں	الایچی خورد	زرشک
مغز تر بوڑ	درق انقرہ	گوند کثیرہ	جوہر مرجان
آملہ	مغز خیارین	مغز کدو	مویز شقی

قیمت 650/- روپے قیمت 1200/- روپے
وزن 300 گرام وزن 600 گرام

Star Plaza
D-Ground, Faisalabad.
Faisal Foods 0314-3085577

نیو حاجی ہوٹل

برلب سڑک قلعہ نزد مانا نوالہ ضلع شیخوپورہ
بہترین کھانوں کا واحد مرکز..... تشریف لائیں۔ ریٹ مناسب..... معیار اچھا
سروس..... چوبیس گھنٹے
منجانب:- بھائی محبوب، نیو حاجی ہوٹل

انتقال پر ملا

گزشتہ دنوں حضرت مولانا عطاء اللہ طارق اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم نے اپنی ساری زندگی دین حنیف کی سر بلندی کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ ماناوالہ ضلع شیخوپورہ میں گاؤں رہائش پذیر تھے۔ خوش اخلاق، ملنسار، باوقار زندگی گزار رہے تھے۔ نماز جنازہ سے قبل قاری فقیر اللہ مجاہد، مولانا عبدالرزاق، جناب چودھری محمد یونس ظفر نے ان کی دینی و ملی خدمات پر روشنی ڈالی۔ نماز جنازہ کے فرائض مولانا امین الرحمن صاحب نے ادا کیے، اور منڈا پنڈ ضلع فیصل آباد میں تدفین عمل میں آئی۔

شریک غم:- قاری عبدالستار قاسم خطیب و مدرس مسجد ابوبکر الہدیث مال چک 67 ضلع فیصل آباد 0343-7398033

● میری بیٹی 02-06-2014 کو قضائے الہی سے وفات پا گئی ہیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون، تمام احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت، بلندی درجات اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی خصوصی دعا کی اپیل ہے۔ منجانب:- (مولانا حکیم محی الدین بھٹی حسین خانوالہ چک نمبر 8

پتوکی ضلع قصور 0346-6437355

● حافظ محمد انور ساجد مہتمم مدرسہ تدریس القرآن بارون آباد کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوة کی پابند تھیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

شریک غم:- پروفیسر عبدالرحمن شارق ناظم ضلع بہاولنگر

اگر ضرورت ہو

ہمارے پاس پختہ منزل والے اور خوبصورت آواز والے قرآن کرام اور خطباء موجود ہیں، اگر کسی جگہ امام ترویج یا مستقل خطیب کی ضرورت ہو تو رابطہ کریں۔

رابطہ:- 0336-4498130، A.S.F لاہور

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مایوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

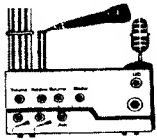
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ) مسجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S
بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد ڈسٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹر ایم اکرام مغل (ماہر مکیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

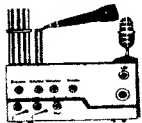
سپر سٹار

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹر محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد ڈسٹی کالج گوجرانوالہ

ادارہ تبلیغ القرآن والسنة

ادارہ تبلیغ القرآن والسنة کا تبلیغی آغاز 1992ء میں لاہور سے شروع ہوا۔ ابتدا میں تبلیغی سلسلہ کو چلانے کیلئے پمفلٹ و سٹکر وغیرہ چھپوا کر مقامی سطح پر تقسیم کیے جاتے رہے پھر اس تبلیغی سلسلہ کو پورے ملک میں پھیلانے کیلئے بذریعہ ڈاک کتب و اسٹکر کی تقسیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا یہ دینی تبلیغی سلسلہ بے پناہ مقبولیت حاصل کرتا رہا۔ اس سلسلہ کو چلانے کیلئے ہمیں مخیر حضرات کا تعاون حاصل رہا۔

چند ذاتی وجوہات کی بنا پر تبلیغ کا یہ سلسلہ کچھ عرصہ بند رہا۔ اب دوبارہ اس تبلیغی سلسلہ کو سیالکوٹ سے شروع کیا گیا ہے۔ پہلے مقامی سطح پر شروع کرنے کے بعد الحمد للہ آج پورے ملک میں بذریعہ ڈاک دینی کتب پمفلٹ، اسٹکر کی ترسیل جاری ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے دینی لٹریچر کی مانگ میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ابھی تک اس تبلیغی سلسلہ کو اپنی مدد آپ کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ اب یہ تبلیغی سلسلہ مخیر حضرات کے بھرپور تعاون کا منتظر ہے۔ تاکہ اس سلسلہ کو مزید وسیع کیا جائے۔ ادارہ کے زیر اہتمام خواتین کیلئے درس قرآن کے پروگرام بھی کروائے جاتے ہیں۔ ابھی جو کتب و پمفلٹ زیر تقسیم ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(1) سیرت النبی ﷺ ابن کثیر، (2) پمفلٹ دن، رات کے ۴۰ مسنون اذکار، (3) طہارت، وضو اور غسل جنابت سیکھے، (4) مسائل جنازہ، تمباکو و نسوار کا استعمال حرام ہے۔ (خواہشمند حضرات 40 روپے کے ڈاک خرچ بھیج کر مفت حاصل کریں۔) (تعاون کیلئے رابطہ کریں: 0302-2001716)

منتظم ڈاکٹر عبد السمیع ادارہ تبلیغ القرآن والسنة کوٹلی لوہاراں، مغربی سیالکوٹ

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

پنجاب بینک اکاؤنٹ نمبر

0047930009

برانچ نمبر 0214 لائف کرنٹ اکاؤنٹ

میزان بینک اکاؤنٹ نمبر

0101053034

برانچ نمبر 7001 سیونگ اکاؤنٹ

الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر

0010000692380027

برانچ نمبر 0479

الائیڈ ایزی کرنٹ اکاؤنٹ

یو بی ایل او مینی اکاؤنٹ نمبر

03457545119

دھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت عطائی معالین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ غنی بخش ہوں اور تنکے کباب روست و غیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تہ بیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور زلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فطرت کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ پالیس سالہ تجربہ کے دوران کم از کم ایک لاکھ ملکی و غیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طیبہ کالج کاساتھ لیکچرار ہوں اور دو ایوارڈ ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں غذا خواستہ آپ یا آپ کے جاننے والے کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفا سے کاملہ و عاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور دوائی، کوئی زہریلی دوائی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چائین چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصابہ	شوگر	رعشہ	بلڈ پریشر	چھتری پتہ	امراض بردانہ	عرق النساء	بال سفید ہونا	دل کو ال بند ہونا	تیمو ٹیڈیا
شقیقہ	سلسلہ ابول	مالی خولیا	کولیسٹرل	یوریا	امراض زنانہ	مہر سے مل جانا	بال چر	اعصابی کمزوری	بے اولادی
بے خوابی	سوزا	ٹینشن	دل کا دورہ	تھکاپبول	وجع المفاصل	صحیح و کراڑ	گٹھ چپن	یرقان	کئی ہارمونز
بند زلہ	سنگرہنی	کیرا	اچھارہ	گنگرین	تھک المفاصل	برص	کئی خون	استسقاء	عذانت
لکنت	بول بتری	دمہ	السر	بوایر	سیسٹیسٹا	رولیاں	جنون	لیوکیمیا	ایزو پرمیا
چھتری گردہ	مرگی	ٹی بی	اماس	اولاد زینہ	نفرس	دہانہ	دل میں سوراخ	تھیلایسٹیا	سداجوانی

حکیم حاجی عبدالکریم پٹی نئی منڈی حبیب آباد (وال رادھا رام) تحصیل پٹوکی ڈویژن لاہور Jazz: 0345-7545119, Telnor: 0313-7545119

اشاعت دین کا عظیم مرکز

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

تعاون کی خصوصی اپیل

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ملک کا عظیم و منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے دینی لٹریچر چھپوا کر بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب تک مختلف مسائل پر 415 سلسلہ ہائے تبلیغ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ دین حقہ کی اشاعت کا یہ سب کام آپ جیسے خیر احباب کے رضا کارانہ تعاون سے انجام دیا جا رہا ہے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث

ادارہ ہذا کے تحت علاقہ کی معروف درس گاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث بھی قائم ہے۔ سختی اور فرض شناس اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق

ادارہ ہذا کے تحت شعبہ خدمت خلق قائم ہے۔ جس کے تحت علاقہ کے غریب لوگوں کے گھروں کی تعمیر، موٹر پمپ، ہینڈ پمپ کی تنصیب، غریب مریضوں کے علاج میں اعانت اور غریب طلباء کی اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد کی جاتی ہے۔

اپیل تعاون

خیر احباب سے پر زور اپیل ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر زکوٰۃ و صدقات مد سے ترغیبی بنیادوں پر تعاون بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بذریعہ بینک

حبیب بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1107-00166008-03 بنام ادارہ تبلیغ اسلام اہل حدیث

مسلم کمرشل بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1142-0201000493-9 بنام جمعیت اہل حدیث جام پور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بذریعہ ڈاک

مولانا محمد یسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور

0333-8556473



قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے آگاہی کیلئے

سرزمین جڑانوالہ میں جانثارانِ مصطفیٰ کی

فتحِ محمدیہ

تاریخی

عظیم الشان

بتاریخ 23 اگست 2014 بروز ہفتہ عید

بمقام گراؤنڈ ایچ سی مڈل سکول جڑانوالہ

جس میں تمام امکا تب فکر کے جید علماء کرام
و مذہبی سکالرز خطاب فرمائیں گے۔

آئیے ایمان بڑھائیے

Contact:
0333-3314142
0300-6530496
0300-6535363
E-mail:
baitulquranlahore@gmail.com

ایک روزی نشر و اشاعت
مرکزی عجمت احمدیہ لاہور



تشتگان علم کیلئے عظیم خوشخبری



جامعہ دارالاسلام ڈھولن ہٹھاڑ ضلع قصور

کہنہ مشق اور ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں

دورہ الفجر والحدیث
ان شاء اللہ

20 شعبان
20 تک
رمضان

دورہ میں عربی گرامر سے آگاہی کیلئے مبتدی اور محنتی طلباء کیلئے اہم صرفی و نحوی نکتہ جات

- صیغ مشکلہ اور اشتقاقی مادہ کا علم
- عربی عبارت کی درستگی پر خصوصی توجہ
- قرآن مجید آخری دو پارے ترجمہ تراکیب کے ساتھ
- دورہ کے اختتام پر قیمتی انعامات و اسناد دی جائیں گی
- عبارت کی درستگی کیلئے نخبہ ایچسے ترمین
- سکول و کالج کے طلباء بھی شریک ہو سکتے ہیں
- دورہ میں شمولیت کرنے والے طلباء کیلئے سحری و افطاری کا بہترین انتظام ہوگا

اعلان داخلہ 10 شوال سے تمام شعبہ جات داخلہ شروع ہوں گے

رئیس جامعہ دارالاسلام ڈھولن ہٹھاڑ ضلع قصور حافظ مشتاق احمد

0300-6570889-0305-7130686

0300-9334701

اپیل برائے تعاون دارالمکرم للبنات فیصل آباد

مدرسہ دارالمکرم للبنات سمن آباد خالصاً دینی تعلیم کا ایک رفاہی ادارہ ہے جو بلا معاوضہ باقاعدگی کیساتھ عرصہ ۹ سال سے قرآن وحدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے

اپیل مدرسہ دارالمکرم للبنات میں کسی قسم کی کوئی فیس نہیں ہے اس لئے ہم دینی دردر کھنے والے مخیر حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان نیک مقاصد کی تعمیر وترقی کیلئے اپنے زکوٰۃ صدقات، خیرات ودیگر عطیات خصوصاً رمضان المبارک میں جب ہر نیکی کا اجر ستر گنا سے بڑھا دیا جاتا ہے معاونت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

دارالمکرم تحفظ القرآن کیلئے ویلنشیاء گارڈن سمندری روڈ ایک عدد پلاٹ حاصل کر لیا گیا اس تعمیر کیلئے تعاون کی بھی اشد ضرورت ہے

خصوصیات

اعلیٰ معیار تعلیم و تربیت شہر کے وسط میں باپردہ مثالی ماحول مثالی تجربہ کار اساتذہ کی زیر نگرانی

شعبہ جات:

حفظ القرآن بالتجوید، ناظرۃ القرآن ترجمۃ القرآن بالتفسیر، فہم قرآن کورس فہم حدیث کورس، دعوت وتبلیغ اور نعت خوانی

اکاؤنٹ نمبر 0208-1002575513 بینک الفلاح سمن آباد

منجانب: **دارالمکرم للبنات** **مدیر** **حافظ قاری علامہ اللہ** **نزد عثمانیہ پارک سمن آباد فیصل آباد**
0300-7934102

کتاب و سنت کی اعلیٰ تعلیم کا طبردار

منفرد و مثالی تعلیمی ادارہ

جامعہ سلفیہ فیصل آباد

پاکستان

چند خصوصیات

- ✽ ماہرین تعلیم کی زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم و تربیت
- ✽ صاف تھرا ماحول، خوبصورت پارک
- ✽ قابل ترین اساتذہ
- ✽ تعصب اور فرقہ واریت سے پاک تعلیمی ماحول
- ✽ مفت رہائش، کھانا، علاج معالجہ
- ✽ نصابی کتب کی فراہمی
- ✽ مثالی انتظامات
- ✽ ہم نصابی سرگرمیوں میں شمولیت کے بہترین مواقع
- ✽ عصری علوم کی تدریس کا شاندار انتظام
- ✽ تحقیق و تصنیف کے شاندار مواقع
- ✽ کمپیوٹر لیب۔ ٹیوٹا کے زیر اہتمام ڈپلومہ کمپیوٹر کورس
- ✽ آئمہ و خطباء کا ایک سالہ تعلیمی و تربیتی پروگرام
- ✽ مدینہ یونیورسٹی، ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ، امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی ریاض، کنگ یونیورسٹی ریاض میں داخلہ کے سنہری مواقع

اپنا
دست تعاون بڑھائیں
اور جامعہ سلفیہ کے
اعلیٰ مقاصد کی تکمیل
میں حصہ ڈالیں

طلبہ
جامعہ سلفیہ
بن کر اپنے
اسلاف کے لازوال ورثہ
کے معاون

طالب علم کا ماہانہ
کفالت پروگرام
3200/- روپے صرف

کی آبیاری کیلئے
بھرپور تعاون کیجئے

اسلامی معاشرہ کے قیام
کتاب و سنت کی نشر و اشاعت
اسلامی تہذیب و ثقافت
کے احیاء کیلئے

آپ کی
زکاۃ و صدقات
کا بہترین مصرف

10 اگست 2014
داخلہ شروع ہوگا

اپنے بچوں کے
روشن مستقبل کیلئے
جامعہ سلفیہ کا انتخاب
کیجئے

041-8780274
041-8780374

حاجی بشیر احمد

صدر
جامعہ سلفیہ

علامہ پروفیسر ساجد میر

سرپرست اعلیٰ



A product of

BMA Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

مجبون کبیر
(زعفرانی)

لیجئے
جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے

**MAJOON
KABEER
(ZAFRANI)**



Revitalizer, Aphrodisiac

Revitalizer, Aphrodisiac

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE : www.ahlehadith.org

Head Office:

042-37729933

Fax:

042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith

042-37720257

Paigham Tv: 042-37722876

مسک اہل حدیث کا داعی

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کاترجمان

میدان صحافت میں حق و صداقت کا علمبردار

45

تسلیم کے ساتھ
اشاعت کے

ہفت روزہ
اہل حدیث
لاہور

جس میں آپ کو ملے ہر ہفتے

کتاب و سنت کی روشنی میں آپ کے مسائل کا حل۔
حالاتِ حاضرہ پر جماعتی پالیسی
علماء، خطباء، اساتذہ اور طلباء کے لیے مفید علمی مضامین
مرکزی، صوبائی، ضلعی و شہری جمعیات، یوتھ فورس
اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کی سرگرمیوں سے آگاہی۔

آئیے...! اس کی توسیع اشاعت مہم میں حصہ لیجئے۔

ہفت روزہ "اہل حدیث"

مرکز اہل حدیث، 106- راوی روڈ، لاہور

042-37720257 0300-4478611 0321-4332168